

اکرامِ انامِ احمدیہ

تصنیف
مفتی محمد رفیع الحق صاحب پبلی



ترتیبِ تحشیہ
پبلشرز اسلام آباد
ایڈس: ای. ای. ای. ڈی

۵، ۶/۲ - ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

ادارہ مسعودیہ

کرامات احمدیہ

۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء

تصنیف

مفتی محمد رفیع الحق جلیلی
(خلیفہ امام احمد رضا)

ترتیب و تہشہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

کتاب.....	اکرام امام احمد رضا
مصنف.....	مفتی محمد برہان الحق جبل پوری
مرتب.....	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
کاتب.....	الحاج مولانا شاہ محمد چشتی، قصور
طابع.....	حاجی محمد الیاس مسعودی
مطبع.....	برکت پریس، کراچی
طباعت.....	۱۳۲۵ھ / ۲۰۰۴ء
اشاعت.....	سوم
صفحات.....	۱۶۴
تعداد.....	ایک ہزار
ناشر.....	ادارہ مسعودیہ، کراچی
حدیہ.....	

ملنے کے پتے

-۱ ادارہ مسعودیہ، ۲/۵، ای ناظم آباد، کراچی۔ فون ۶۶۱۳۷۴۷
-۲ ضیاء الاسلام، پہلی کیشنز، ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی۔ فون ۳۲۱۳۹۷۳
-۳ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی۔ فون ۴۹۲۶۱۱۰
-۴ ضیاء القرآن، پہلی کیشنز، ۱۴-انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۲۱۰۲۱۲-۲۶۳۰۴۱۱
-۵ فریڈ بک اسٹال، ۳۸-اردو بازار، لاہور۔ فون ۷۲۲۲۸۹۹

شرح عقبت

صحیح معنوں میں یہ مستحق
 "نوبل پرائز" کی مستحق ہے!

ڈاکٹر سہیل الدین صاحب

ڈائری جنٹل

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

(بھارت)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 أَنْزَلَ عَلَيْنَا
 الْقُرْآنَ الْعَرَبِيَّ
 الْمُبِينِ

منى كذا
 ١٩٥٤

عرف آغاز

(۱)

راقم گزشتہ دس سال (۱۹۷۰-۱۹۸۰ء) سے امام احمد رضا خاں بریلوی پر تحقیق کر رہا ہے، کوشش یہ رہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ نامعلوم باتیں سامنے آئیں، تاریکیاں دور ہوں، روشنیاں پھیلتی جائیں۔ اسی جذبے کے تحت ان حضرات سے رابطہ قائم کیا گیا جو امام احمد رضا سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مستفیض ہوئے، اس سلسلے میں امام احمد رضا کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مفتی محمد بہاؤ الحق جبل پوری کو ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں عریضہ ارسال کیا، موصوف نے ازراہ کرم جواب کے نوازا اور تحریر فرمایا کہ وہ اگر امام احمد رضا کے عنوان سے پہلے ہی اپنی یادداشتیں قلمبند کر رہے ہیں، راقم کے خط سے مزید بھرپور ہوئی اور اس طرح یہ یادداشتیں مکمل کر کے مفتی محمد مکرم احمد امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی (کو بھیج دی گئیں تاکہ کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بچھاؤت راقم تک پہنچ جائیں۔ حسن اتفاق کہ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء میں ایک کرم فرما حاجی عثمان بھائی، احمد آباد سے دہلی ہوتے ہوئے حیدرآباد سندھ آئے، موصوف اپنے ساتھ یہ امانت بھی لیتے آئے اور مفتی ابوالخیر محمد زبیر صدر المدرسین، رکن الاسلام جامعہ مجبذیہ، حیدرآباد سندھ) کے سپرد کر دی، جب راقم حیدرآباد گیا تو ۷ افروری ۱۹۸۰ء کو مفتی صاحب موصوف نے یہ امانت راقم کو عنایت فرمائی، راقم ان حضرات کا تبادلے سے نمون ہے۔

مفتی محمد بہاؤ الحق جبل پوری، قجور عالم، ماہر طبیب اور صاحب بصیرت سیاست دان ہیں، ربیع الاول ۱۳۹۹ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، اس وقت عمر شریف ۹۰ سال سے

تجاو زکر چکی ہے، اس ضعیف العمری اور عیالیت و نقاہت کے باوجود موصوف نے یہ سبت و شفقت فرمائی جس کے شکر یہ کے لئے الفاظ نہیں پاتا، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور ان کا فیض ظاہری و باطنی جاری و ساری رہے۔ آمین۔

مفتی صاحب نے مسودہ کے ساتھ امام احمد رضا کے بہت ہی نادر و نایاب غیر مطبوعہ مکتوب و رسائل کی نقول اور فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بھی ارسال فرمائیں جس سے کتاب کی تاریخی حیثیت زیادہ اہم ہو گئی۔ مفتی صاحب نے اس کتاب میں امام احمد رضا سے اپنے خاندان کے مراسم و تعلقات پر روشنی ڈالی ہے، جد امجد مولانا عبدالکیم، والد ماجد مولانا عبدالسلام اور خود ان پر امام احمد رضا نے جو نوازشات و عنایات فرمائیں، ان کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کا مسودہ قلم برداشتہ یادداشت کی صورت میں لکھا گیا تھا اس لئے راقم نے دور جدید کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ترتیب و تدوین، تلخیص و ترویج کے فرائض انجام دئے۔

(۲۱)

شخصیت کے حقیقی خدو خال معلوم کرنے کے لئے اس کی اپنی تحریروں اور دوستوں کی یادداشتوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دوسرے لوگوں کے بیانات پر بھروسہ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ ہم خود شخصیت سے قریب تر ہونے کی کوشش کریں۔ چاند جتنا کہ ہوگا، شخصیت اتنی ہی صاف شفاف نظر آئے گی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عقیدت کا غلاف بھی چڑھ سکتا ہے اور نفرت و حقارت کا غبار بھی۔ تو بہتر یہی ہے کہ خود شخصیت کے قول و عمل کی سوتلی پراس کو پرکھیں، پھر جنہوں نے پرکھا ہے ان سے بھی پوچھ لیں کہ تم نے کیا پایا؟ اگر امام احمد رضا پڑھتے وقت ہم خود کو امام احمد رضا کے قریب محسوس کرتے ہیں اور اہل محفل سے باتیں بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں کوئی پردہ نہیں، جو چیز بے سامنے ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

امام احمد رضا پر پچھلے کس پندرہ سالوں میں پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کافی کام ہوا، اس کی تفصیلات خود ایک مقالے کی مقتضی ہیں مگر بیشتر لکھنے والوں نے معلوم باتوں کی طرف زیادہ توجہ دی اور نامعلوم باتوں کو تلاش نہ کیا اس لئے اتنا کچھ لکھنے جانے کے باوجود ابھی اس کا عشرِ عشر بھی سامنے نہ آیا جو اہل علم کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے رقم گذشتہ ذیل سال سے امام احمد رضا پر تحقیق کر رہا ہے لیکن اعتراضات کرنے میں کوئی سخت محسوس نہیں کرتا کہ اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود امام احمد رضا کی شخصیت و عظمت سے کما حقہ واقفیت حاصل نہ کر سکا۔ مطالعہ و تحقیق کے ساتھ ساتھ یہ احساس ابھرتا جاتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں امام احمد رضا ہی ایسی واحد شخصیت کے مالک تھے جس کا برہیلو ایک بھر بکراں معلوم ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ معاصرین کو دسے جانے والے تمام القاب کے جامع ہیں۔ وہ امام ربانی بھی ہیں، وہ شیخ الہند بھی ہیں، وہ سبحان الہند بھی ہیں، وہ امام الہند بھی ہیں، وہ حکیم الامت بھی ہیں، وہ رئیس الاصرار بھی ہیں، وہ شاعر مشرق بھی ہیں، وہ شیخ الاسلام بھی ہیں۔ بیک وقت وہ بہت کچھ ہیں، یہ مبالغہ نہیں۔ شاید دس برس قبل رقم کو بھی یہ باتیں مبالغہ معلوم ہوتیں لیکن عین یقین اور علم یقین کے بعد مبالغہ نہ رہیں۔

امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے کے لئے علم و اخلاص دونوں کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں علوم ریاضیہ سے متعلق بعض قلمی حواشی جناب سید ریاست علی قادری کی عنایت سے ملے، جب وہ اہل علم کے سامنے پیش کئے گئے تو تفہیم و تشریح مطالب سے ان کو عاجز پایا۔

امام احمد رضا علوم عقلیہ میں مہارت کے لحاظ سے ابو نصر فارابی، ابن سینا، ابوریحان

ابیرنی، ابن رشد، عمر خیام وغیرہم کی فہرست میں آتے ہیں بلکہ بعض خصوصیات میں ان مشاہیر سے بھی آگے نظر آتے ہیں۔ امام احمد رضا کی وسعتِ علم کو دیکھتے ہوئے ان بندگانِ خدا پر تعجب ہوتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں کلام کرتے ہیں، خدا غور تو کریں جب ان کے غلاموں کی وسعتِ علم کا یہ عالم ہے تو آقائے دو جہاں کے علم کا کیا عالم ہوگا! ————— سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا علم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت کے لئے دلیل و برہان اور ایک کھلا معجزہ ہیں! اسی لئے شیخ ممتاز عطار دہلوی (مسجد حرام، مکہ معظمہ) نے امام احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے :-

فكانه من معجزات نبينا صلي الله تعالى
عليه وسلم واظهره الله تعالى على يد هذا الامام
الواحد - (الدولة الملكية، طوكيو، ص ۷۲)

”گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں، یہ معجزہ اللہ تعالیٰ نے اس یکتائے زماں امام کے ہاتھوں ظاہر فرمایا۔“

ذاتی مطالعہ سے راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ جب تک ایسا سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ قائم نہیں ہو جاتا، جہاں مختلف علوم و فنون کے ماہرین جمع ہو کر امام احمد رضا پر کام کریں، کوئی جامع تحقیق ممکن نہیں۔ ————— ویسے جزدی طور پر پاک و ہند اور بیرونی ممالک میں کام ہونا ہے مگر انفرادی کوششوں سے اجتماعی کوشش بدیہا بہتر ہے۔

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے، نئی نئی باتیں سامنے آتی جاتی ہیں مثلاً ۱۹۸۰ء میں یہ بات معلوم ہوئی کہ سندھ کے مشہور عالم مفتی ظہور حسین درسِ عبدالحق کے والد ماجد مولانا عبدالحق کیم درس سے امام احمد رضا کی مراسلت تھی، یہ بات موصوف کے پوتوں مولانا اصغر حسین دست (کونسلر، کراچی میونسپل کارپوریشن) اور

مولانا اکبر حسین کدس نے کراچی میں بتانی — انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کے پاس امام احمد رضا کے مکاتیب و فتاویٰ بھی محفوظ ہیں — جہانیاں، ضلع ملتان، پاکستان) سے جناب خلیل احمد رانا نے ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) کا ایک فائل بھیجا، مطالعہ کے دوران شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۲ء نظر سے گزرا — برما کے ایک عالم مفتی محمد سعید اللہ صدیقی نے میلاد انبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز میں ایک منظوم استفتاء کا منظوم جواب تحریر فرمایا جو کئی قسطوں میں شائع ہوا، آخری قسط مذکورہ شمارے میں ہے۔ مفتی صاحب موصوف امام احمد رضا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں —

محقق زمانے کے بارِ رضا	قیہوں کے سراج احمد رضا
سوائے شرافت کے اک آفتاب	بخارِ جلالت کے درِ خوشاب
بڑے علم اہل سنت ہیں وہ	دلِ جاں کشیدہ کی سبکدوش
تصانیف انکی بھی ہے عیاں	اسی مجلسِ قدس کی خوبیاں

(تحفہ حنفیہ، پٹنہ، ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ، ص ۴)

الغرض امام احمد رضا پر مطالعہ و تحقیق کا یہ عالم ہے کہ —
عبور یک نظر، مختار صدر نظر جا

ان کی شخصیت، معمولی شخصیت نہیں، چودھویں صدی ہجری کے آغاز ہی میں ان کا شہرہ پاک و ہند کی سرحدیں عبور کر کے حرمین شریفین، بلادِ اسلامیہ، برما، چین، روس، امریکیا اور افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور وہ مرجع بر خاص عالم ہو گئے —
اس پران کے فتاویٰ گواہ ہیں۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل، گورنمنٹ سائنس کالج
سکرینڈ (ضلع نواب شاہ، سندھ)
پاکستان

۱۳ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ
۲۸ مئی ۱۹۰۲ء

فاضل مصنف مفتی محمد ربیع الحق جبل پوری

جدید مجید مولانا شاہ محمد عبدالکرم حبیب آبادی، متوفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۹ء -

والد ماجد مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبل پوری، متوفی ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ / ۱۹۵۲ء -

ولادت ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء، بمقام جبل پور (دھیارپور شیش، سجاول)

ابتدائی تعلیم مدرسہ برہاننید (جبل پور) میں فارسی علم محکم قاری بشیر الدین سے پڑھی، منقولات و محفولات کی تفسیل والد ماجد مولانا شاہ عبدالسلام سے فرمائی۔

امام احمد رضا سے پہلی ملاقات بریلی حاضری

ربیع الاول ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء میں امام احمد رضا سے پہلی بار بمبئی میں شرفِ نیاز حاصل کیا۔

شوال ۱۳۲۳ھ / ۱۹۱۲ء میں بریلی حاضر ہوئے، دارالافتاء میں

امام احمد رضا کے ارشادات قلبند کئے، دارالعلوم منظر اسلام

میں مولانا ظہور حسین مجددی کے درس میں شریک ہوئے، آپ کے

ہم درس فقہ میں مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں اور مولانا محمد علی اعظمی قابل ذکر ہیں، کم و بیش تین سال امام احمد رضا کی خدمت میں رہے۔

۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۵ء میں جب امام احمد رضا جبل پور تشریف لائے

تحصیل علم توقیت

تو وہاں ان سے علم توفیقیت کی تحصیل کی، امام احمد رضا نے اس فن میں آپ کے لئے ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء کو جبل پور ہی میں امام احمد رضا نے ۲۵ علوم و فنون اور گیارہ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی اور سند عطا فرمائی۔

دستار فضیلت و
سند اجازت و خلافت

۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء میں کانگریس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی میں تشریف لے گئے، ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں کیں

تحریک ترک موالات

۱۹۴۷ء میں قرار داد پاکستان کی منظوری کے بعد ملک کے طول و عرض میں دورے کئے، سرحد، پنجاب، سندھ میں تقریریں کیں اور پاکستان کے لئے سخت جدوجہد کی قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ کی کوششوں کو سراہا اور شکریہ کا خط تحریر فرمایا۔

تحریک پاکستان

جبل پور (مدھیہ پردیش، بھارت) میں آپ کی ولادت ہوئی، مجدد اللہ تعالیٰ کے لئے حیات ہیں اور جبل پور ہی میں قیام ہے۔ عمر شریف ۹۰ سال سے متجاوز ہے، تبلیغ و ارشاد، فتویٰ نویسی اور طبابت وغیرہ آپ کے مشاغل علمی و روحانیہ ہیں۔

دولت کدہ

تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب راقم کے علم میں ہیں :-

تصانیف

(۱) اجازت ایقین بتقدیس سید المرسلین (۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء) مطبوعہ کلکتہ۔

۲۔ سیدۃ: نصلوت عن جبل البدعات (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) مطبوعہ الآباد

۳۔ البرهان الاجلی فی تقبیل اماکن الصلحاء (غیر مطبوعہ)

۴۔ الاصلال لشہادات رویتہ الهلال (مطبوعہ)

۵۔ روح الوردھا لتفتح علی سنوالات ہمدان (مطبوعہ)

اولاد

مندرجہ ذیل صاحب زادگان اور صاحب زادیوں راقم کے علم میں ہیں:-

۱۔ مولانا انوار احمد (کراچی)

۲۔ حکیم مولوی محمود احمد (جیل پور)

۳۔ ڈاکٹر مولوی حامد احمد (جیل پور)

۴۔ عالیہ صدیقہ (زوجہ مولانا حاجی صوفی عبدالودود صاحب)

۵۔ جوہرۃ النیرہ (زوجہ جناب محمد فاروق شریف)

مشہولات

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد

عکسِ رضا ————— ۱۹ ————— ۲۲

۱
امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالکریم حیدر آبادی
۲۳ ————— ۲۶

مولانا محمد عبدالکریم کے نام مولانا تقی علی خاں کی مطبوعات —
مولانا عبدالکریم کا وصال — امام احمد رضا کا عربی قطعہ تاریخ وفتا

۲

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالسلام جیل پوری
۲۶ ————— ۳۰

امام احمد رضا کی خدمت میں پہلی بار حاضری — امام احمد رضا کے گفتگو

امام احمد رضا کے درس میں شرکت — اجازت و خلافت

امام احمد رضا کا عربی خلافت نامہ —

خطاب عبدالسلام — بلدیہ عبدالسلام قاری بشیر الدین کی خلافت

مکتوباتِ امام احمد رضا — قاری بشیر الدین کا انتقال

مولانا حسن رضا کا انتقال — اہلیہ مولانا عبدالسلام کا انتقال

امام احمد رضا کا عربی تعزیت نامہ اور عربی قطعہ تاریخ وفتا

مولانا عبدالسلام کے صاحبزادے محمود انشرف کا انتقال —
 امام احمد رضا کا تقریرت نامہ —

۳

ندوۃ العلماء

۴۱ — ۴۹

لکھنؤ میں اجلاسِ ندوہ اور مولانا عبدالسلام کی شرکت — بریلی میں اجلاسِ ندوہ
 اور مولانا عبدالسلام و مولانا محمد حسین الہ آبادی کی شرکت —
 شبلی کی تقریر، شبلی کی تقریر پر مولانا عبدالسلام اور مولانا الہ آبادی کی تنقید —
 شبلی کی برہمی اور مولانا عبدالسلام و مولانا الہ آبادی کا واک و وٹ —
 امام احمد رضا کا رسالہ "حقائقِ نبی" اور شبلی نعمانی — پٹنہ میں اجلاسِ ندوہ
 — پٹنہ میں مدرسہ حنفیہ اسلامیہ کے اجلاس اور علمائے اہلسنت کی شرکت
 — امام احمد رضا کی آمد اور مسلسل تین گھنٹے طفتسیر —
 کلکتہ میں اجلاسِ ندوہ — کلکتہ میں اہلسنت کا اجلاس اور
 امام احمد رضا کی آمد — بنگلور میں اجلاسِ ندوہ — بنگلور میں
 اہلسنت کا اجلاس اور مولانا عبدالسلام کی تقریریں — علمائے
 حرمین شریفین کے فتوے —

۴

امام احمد رضا اور مفتی محمد ربیان الحق جبل پوری

۵۱ — ۵۵

ولادت — قطعہ تاریخ ولادت — ابتدائی تعلیم
 — جبل پور میں طاعون کی بار — علالت — خواب و بیداری کی تعبیر

امام احمد رضا سے بمبئی میں پہلی ملاقات — بریلی پہلی بار حاضری
 عرض سلام — بخششِ عمامہ — تلمذ و فتویٰ نویسی —
 ڈاکٹر سید ضیاء الدین، امام احمد رضا کی خدمت میں — ایک عینی شہادت
 صاحبزادی کی رحلت اور امام احمد رضا کی تعزیت —
 بریلی سے واپسی — جبل پور میں طاعون کی وبار —
 اہلیہ مفتی برہان الحق کی شدید علالت اور امام احمد رضا کا فیضِ بانی —
 امام احمد رضا کا والا نامہ — مفتی برہان الحق کی صاحبزادیوں کا انتقال
 امام احمد رضا کا تعزیت نامہ — جبل پور میں جلسہ دستار
 فضیلت — اجازت و عمامہ — پاس نامہ —
 سندِ خلافت — تقریظِ اہلالِ لعین — بریلی حاضری —
 کانگریسی اور خلافتی جلسے کے ارکانِ وفد میں شرکت — ابوالکلام آزاد
 سے دو ٹوک باتیں — جبل پور واپسی — صاحبزادی،
 صاحبزادے اور چچا کا انتقال — امام احمد رضا کا تعزیت نامہ
 مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں سے مراسمِ محبت و اخلاص —

۵

اسفارِ امام احمد رضا

۱۱ — ۱۰

سفرِ کلکتہ — سفرِ عظیم آباد پٹنہ — سفرِ بمبئی — حرمین و اہلی
 حرمین سے واپسی — بمبئی میں نمازِ جمعہ کی مامت —
 وعظ و تقریر — ایک عجیب نظارہ — مجذوب کی دیارت
 سفرِ اجیر شریف — جبل پور کا پہلا سفر —
 مکتوباتِ امام احمد رضا — جبل پور میں مختصر قیام —

جیل پورہ کا دوسرا سفر — مفتی برٹن الحق کی بریلی حاضری —
 سفر کی تیاریاں — نمازِ فجر باجماعت اور جیل پورہ و آنگی —
 پرتاب گڑھ میں نمازِ ظہر باجماعت — الہ آباد میں نمازِ مغرب باجماعت —
 الہ آباد کی سیر — کٹنی اسٹیشن پر استقبال —
 سلیمنا باد پر استقبال اور فجر کی نماز باجماعت — جیل پورہ میں آوارہ
 شاندار استقبال — جیل پورہ کے معمولات — بچیوں پر
 شفقت — سیر و تفریح — بھڑا گھاٹ — پنچ پٹی —
 "بندر کودتی" اور "چونسٹھ جوگنی" کی سیر — "دھواں دھارا" اور
 "دودھ متھن" کا نظارہ — عبدالکریم بہلوان کے کرتب —
 دریائے زربدا کی سیر — امام احمد رضا کی اذان —
 واقعاتِ تقویٰ — جیل پورہ میں ایک ماہ اور پارہ دن قیام —
 بریلی واپسی — مکتوباتِ امام احمد رضا —

۶

تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات

۱۰۳ — ۱۱۰

تحریکِ خلافت و تحریکِ ترکِ موالات — امام احمد رضا اور ان کے
 ہمناووں کے خلاف شدیدہم — تحریکِ خلافت اور رسالہ
 دوامِ بعیش — تحریکِ ترکِ موالات و رسالہ الحجۃ المؤمنہ —
 مولانا عبدالباری اور الطاری الذہاری — کانگرس اور خلافت کیسی کا
 مشترکہ اجلاس بریلی — امام احمد رضا کا وفد — ارکانِ وفد
 میں مفتی برٹن الحق کی شمولیت اور ابوالکلام آزاد سے دو ٹوک باتیں
 — بہت رشتے کا سلسلہ — ہشتار — تمام حجتِ نامہ — اور ابوالکلام آزاد —

وصالِ امام احمد رضا

۱۱۹ — ۱۱۸

امام احمد رضا کی علالت — امام احمد رضا کا آخری خط —
 امام احمد رضا کی بے نظیر طمانیت و استقامت — امام احمد رضا کا وصال
 جیل پور میں فاتحہ خوانی —

مکاتیبِ امام احمد رضا

۱۲۱ — ۱ — ۱۲۲

نوادر ایتِ امام احمد رضا

۱۲۳ — ۱ — ۱۲۴



عکسِ رضا

کتاب اکرامِ امام احمد رضاؒ آپ کے سامنے ہے۔۔۔ اس کو پڑھ کر
امام احمد رضاؒ کی جو تصویر ابھرتی ہے، اذرا اس کو بھی دیکھتے چلیں۔۔۔

سفرِ حضر، سیر و تفریح، کلام و طعام، خوشی و غم، غرض وہ کسی حالت میں بھی اپنے
مولیٰ سے غافل نہیں، اس کے ذکر و فکر میں مصروف ہے۔۔۔ اور اس کے
حبیبِ بسبب صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار تو اس کے دل کی بہار تھے۔۔۔ دیکھنے والوں
نے اس کی محفل میں انوار برستے دیکھے۔۔۔ اس کی سیرت آئینہ شریعت تھی۔۔۔

سفرِ حضر میں نماز باجماعت کا وہ اہتمام کہ باید و شاید۔۔۔ علالت اور شدتِ قہامت
کے باوجود وہ عصا کے سہارے اپنے گرونی کے حضور کھڑا نظر آتا ہے۔۔۔ جب تک
دم میں دم رہا، اس نے دامنِ ادب ہاتھ سے نہ چھوڑا۔۔۔ اس نے سر جھکایا تو
خدا ہی کے آگے جھکایا اور خیر اللہ کے لئے سجدہِ متعظمیٰ حرام قرار دیا۔۔۔

اس نے درد مندی و دلسوزی کے ساتھ قہمت کی خدمت کی۔۔۔ کٹھنِ علی
پر بنائی کی۔۔۔ تحریکِ خلافت میں خلافتِ شرعیہ کے حقیقی مفہوم کو اس نے
پامال ہونے نہ دیا اور رسالہ "دوامِ لعین" لکھ کر کھرا اور کھڑا لگ کر دکھایا۔۔۔ تحریکِ
ترکِ موالات میں اس نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف سخت جدوجہد کی اور دو قومی نظریہ
کو پھر زندہ کیا۔۔۔ شدتِ علالت اور مرضِ الموت کے باوجود اس نے رسالہ
"الْحُجَّةُ الْمَوْثِقَةُ" لکھ کر کفر و اسلام کے فرق مٹانے والوں کو لٹکانا

تبلیغ و اشاعتِ دینِ متین میں وہ ساری عمر سرگرم عمل رہا۔۔۔ وہ ایسا

غلت نشین تھا کہ اپنے شہر کے گلی کوچوں سے بے خبر — اور ایسا جہوت پسند تھا
 کہ اعلا کلمۃ الحق اور تبلیغ دین کے لئے پاک و ہند کے دور دراز علاقوں تک جا پہنچا
 — وہ کلکتہ گیا — وہ بمبئی گیا — وہ عظیم آباد گیا —
 وہ جبل پور گیا — اور نہ معلوم کہاں کہاں گیا! — مدنی آقا نے
 ارشاد فرمایا :-

لَا یُؤْمِنُ أَحَدٌ حَتَّى یُقَالَ إِنَّهُ مُجَنُونٌ
 ”تم نہیں کوئی اس وقت تک مومن نہیں جب تک کہ دیکھنے والے اسکو
 دیوانہ نہ کہنے لگیں۔“

کنایت علی کافی نے کس دوسری سے اس دیوانگی کی آرزو کی ہے

دشتِ طیبہ میں ترے نافر کے پیچھے پیچھے
 دھبیاں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

اور اقبال بھی اسی دیوانگی میں نظارہ حیات کر رہا ہے

حیات کیلئے، خیال و نظر کی مجذوبی

خودی کی موت ہے اندیشہ ہانگنا گوں

جگر نے اسی دیوانگی میں جگڑے کام سنودنے دیکھے

کاروبار جہاں سنودتے ہیں

ہوش جب بیخودی سے ملتا ہے

امام احمد رضا اندیشہ بر این وال سے بے نیاز تھا — وہ دیوانہ تھا

دیوانہ — دیکھنے والوں نے اس کے زمانے میں کوئی اس جیسا دیوانہ

نہ دیکھا — اس نے جو کچھ کیا اسی دیوانگی میں کیا — اور جو کچھ کہا

اسی دیوانگی میں کہا — اسی لئے سن کو کہا انہوں نے بھی یہی کہا —

ہم اس سے نفرت نہیں کرتے، وہ جو کچھ کہتا ہے، مصطفیٰ کی محبت میں کہتا ہے

یہ تو مصطفیٰ کا دیوانہ ہے —

اس نے قدم قدم پر تقویٰ شعاری کے نشانات چھوڑے ہیں۔
 اس کی دیانت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دعوت میں اپنے آگے رکھی ہوئی چیز بغیر حسابِ خانہ
 کی اجازت کے اپنے ساتھیوں کو نہ دیتا تھا۔ اس نے دعوت میں مسجد کا
 ٹھکانہ اپنی پینے سے انکار کر دیا کہ مسجد کا پانی صرف اور صرف نمازیوں کے لئے
 ہے۔ اس نے ہمیشہ اس راگ سے اپنے کانوں کو محفوظ رکھا،
 جس کا سننا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا۔ اس نے اپنی
 رہنا کو خدا و رسول کی رضا پر قربان کر دیا تھا۔

وہ مظلوم خلقِ عظیم تھا۔ اس نے حسنِ خلق کے روشن نمونے
 چھوڑے ہیں۔ وہ بزرگوں کا احترام کرتا تھا اور چھوٹوں پر شفقت
 کرتا تھا۔ اپنے دوستوں اور مریدوں کی اس حد تک دلداری کرتا تھا
 کہ علالت و نقاہت کے باوجود ان کی دعوت رد نہ کرتا اور سفر کی صعوبتیں
 برداشت کرتا۔ عطا و بخشش میں وہ پیش پیش تھا۔ اس نے
 ہاتھ پھیلا کر مسندِ رسول کو رسوا نہ کیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنے آقا کی طرح
 اونچا ہی رکھا۔ اس نے اپنے دوستوں کو کبھی مایوس نہ کیا۔
 وہ بڑی مستعدی سے ہر خط کا جواب لکھتا۔ اس کا قلم ایسا چلا کہ
 نصف صدی تک چلتا ہی رہا۔ اس نے لمحہ وصال تک قلم نہ چھوڑا
 علم بالعلم علم الانسان ما لم يعلم۔ وہ شکر گزار
 بندہ تھا اور شکر گزار بندہ اپنے مولیٰ کے احسانات کو کیسے فراموش کر سکتا ہے؟
 اس کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ وہ معقولات و منقولات میں یگانہ روزگار تھا۔
 علمِ ریاضی میں ڈاکٹر ضیاء الدین نے اس سے استفادہ کیا اور علم
 توفیق میں مفتی بریلان الحق نے اس کے آگے زانوئے تلمذتہ کیا۔
 تاریخ گوئی میں وہ یگانہ روزگار تھا۔ وہ عربی شعر کی طرح عربی میں شعر
 کہتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
 نَحْمَدُكَ تَعَالٰی حَمْدَ الشَّاكِرِیْنَ وَنُصَلِّیْ
 وَنُسَلِّمُ عَلَیْ مَنْ رَضَاكَ رَضَا رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سَیِّدِنَا
 وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَسُوْلِكَ اللّٰهُ الصّٰدِقُ الْوَعْدِ الْاَمِیْنُ
 وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَوَلِیَّآءِ
 اٰمَتِهِ وَعُلَمَآءِ رَمَلَتِهِ وَعِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ
 الْمَفْلُحِیْنَ وَعَلَيْنَا مَعْرَمًا جَمِیْعًا -

فقیر حقیر عبدالسبّاقی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری، اپنے استاد و مرشد
 اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے اکرامات و انعامات و احسانات، علمی و ظاہری، باطنی و صوری، معنوی و روحانی
 فقیر بے توقیر کے خاندان پر ہوئے اور میں ان کا مختصر خاکہ سپرد قلم کرنے کی سعادت و
 برکت حاصل کرنا ہے و باللہ التوفیق۔

حضرت جدِ امجد مولانا شاہ محمد عبدالکریم حیدرآبادی اور اعلیٰ حضرت کی آپس میں
 ملاقات نہیں ہوئی، اعلیٰ حضرت کا شباب تھا اور جدِ امجد کی ضعیفی کا زمانہ تھا، دونوں
 بزرگوں کے درمیان کچھ تحریری سلسلہ تعارف تھا جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے
 کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے والدِ امجد مولانا محمد تقی علی خاں کی مندرجہ ذیل چار مطبوعہ
 تصانیف جدِ امجد کے نام ارسال فرمائیں :-

اس نے ایک انقلاب انجیز اور متحرک زندگی گزاری — اس کی زندگی
 میں حرکت ہی حرکت نظر آتی ہے — اس نے زندگی بھر دین متین کی خدمت
 کی — کوئی لمحہ خدا کی یاد سے غافل نہ گزارا — طمانیتِ قلب
 کے ساتھ وہ موت کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے — اس کی طمانیت
 حیرت انگیز ہے — وصال سے صرف دو ہفتے قبل اس نے سفرِ آخرت
 کی ایسی دلجمعی اور اطمینان سے خبر دی جیسے دنیا میں کسی کسی سفر پر جا رہا ہو —
 موت کے لئے خدا کے محبوبوں کے سوا کسی کو ایسا تیار نہ دیکھا جس طرح
 امام احمد رضا کو تیار پایا — وہ ہنسنا، مسکراتا اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
 چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالکریم حیدرآبادی

قلت تاریخ عیشہ الابدی
 دام عبد الکریم خلد کرام

امام احمد رضا

حضرت عبدالمجید نے یہ ماوہ تاریخ خود ارشاد فرمایا اور خدا کی شان اسی روز ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء کو دن کے گیارہ بجکر ۲۸ منٹ پر وصال فرمایا، اناتشروانا البیہ راجعون بھکر کی نماز کے بعد جنازہ عید گاہ کلاں لے جایا گیا جہاں ہزاروں معتقدین متوسلین نے بعد نماز مغرب نماز جنازہ ادا کی اور پھر عید گاہ کے شمال مشرقی کونے میں آپ کو انگوٹھیں لحد میں لٹا دیا گیا۔

وصال کے فوراً بعد بذریعہ تاریخی بریلی اطلاع دی گئی، المحترم نے تعزیت و تلقین صبر و استقامت کے ساتھ عربی میں جو قطعہ تاریخ تحریر فرمایا، بلاشبہ فصاحت و بلاغت کا ایک شاہکار ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

قیل مات النبی عبد الکریم
 حی عن بنیہ فکیف یموت
 ایسوت الذی خلف؟
 جبل الدین راسخ بقیامہ

قلت کلامہ احتظی بیدوام
 انما المیت هالک الا وهام
 سلم الله مثل عبد السلام
 فی جلفور شاخ الاعلام

قلت تاریخ عیشہ الابدی
 دام عبد الکریم خلد کرام

۱۳۱۵

یہ کتبہ مقبرے شریف کے مغربی دروازے کی انتہی جانب باہر سنگ مرمر پر کندہ، دیوار میں نصب ہے۔

امام احمد رضا اور مولانا محمد عبدالسلام جبل پوری

وَسَّالِمُ دِينِهِ عَبْدِ السَّلَامِ
لَهُ عَلَيْهِ عَمَلٌ سَدِيدٌ

امام احمد رضا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جبل فوهر الهند دار المنفعة	جنة الفردوس في الدنيا حلت
منه أنوار كسرة النجوم	إن مولانا قد شفقت
عنه ندى العزير من العالمير	(مولانا محمد عبد السلام) أخبرنا
زيتون العطر وواحة سمير	هو كالستان منه أنكر
ما كثرها شربها قلب الشاير	أو نزهة حارياك أرسلنا
من يرضى العلم نرى التفاضير	وله في الخزانة أمطرت
فأدخلوها سلام آمنين	داره فيها لحيي سارت

الثالث المصنف

السيد محمد فراسي السويطي
 رئيسه في ذلك
 في الفلسفة والآداب

میرے فاضل، مرتباً جادو بیانی پر تری سخن، طرز جدید و عظم خوانی پر تری
 واہ وا! ایسی طبیعت کی روانی پر تری آفریں، اس نکتہ رانی، حکمت دانی پر تری

شمع ہے تو عالموں کی انجمن کی واسطے

فکر تیرا دام ہے مرغ سخن کی واسطے

بلبل ہندوستان تو، ہند ہے گلشن ترا پُربے تو گل ہائے مضمون سے سدا دامن ترا
 جس کا دانہ دانہ خرما ہے، وہ ہے خرمن ترا دوسروں کے سو تصنع، ایک سادہ پن ترا

نقشِ تصویرِ معانی کے لئے مانی ہے تو

ہند کے خطہ میں عالم، ایک لائانی ہے تو

تیرے باغِ علم کے عالم ہیں تیرے باغباں معجزہ کہتے ہیں جس کو ہے تر از تر بہسیاں
 چشمہ کوثر میں ہے، دھوئی ہوئی تیری زباں جوادِ تجھ میں نکلتی ہے وہ اوروں میں کہاں؟

از ہمہ خوباں بہ رعنائی، یگانہ بودہ

وز کمالِ غولیش، در عالم، فنا نہ بودہ

سر بہ فکر و عظم جب تیری طبیعت ہو گئی لطفِ قرباں ہو گیا، صدقہ فصاحت ہو گئی
 تیرے طوفانِ بیاں سے ایسی حالت ہو گئی سطرِ سطر موجہ بحسبِ بلاغت ہو گئی

یہ کہیں روح القدس کی کار فرمائی نہ ہو

و عظم کے پردہ میں اعجازِ مسیحائی نہ ہو

کی ہے خالق نے عطا، چشمِ خالق و عجب تھے ہو دل پُر دردِ جس میں، وہ دیا پہلو تھے
 حق نما تجھ کو بنایا حق نے اور حق گو تھے نیک فطرت اک جہاں کستا ہے اور خوش گو تھے

معدنِ تحقیق ہے تو مولوی عبدالسلام

کاشفِ تہ قیق ہے تو مولوی عبدالسلام

سید عبدالحکیم، بنگلور (جنوبی ہند)

(۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۲ء)

حضرت جد امجد نے اپنی زندگی میں والد ماجد مولانا عبدالسلام کو اہلی حضرت کی طرف متوجہ کیا چنانچہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں بریلی میں ندوۃ العلماء کا اجلاس ہوا والد ماجد کے نام خصوصی دعوت نامہ آیا، حضرت جد امجد نے خوشی سے اجازت دیدی اور فرمایا :-

” ندوہ میں شریک ہو یا نہ ہو لیکن مولانا احمد رضا خاں صاحب سے ضرور ملنا، اس وقت ان کا علم و فضل و کمال اپنی وسعت و تابانی اور تحقیق و تدقیق کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال، انتہائی عروج و کمال پر ہے جس طرح بھی ہو مولانا کی خدمت میں رہ کر جتنا فیض حاصل کر سکو، تھیلے خاندان کے لئے باعثِ رحمت و برکت و سعادت و سربلندی ہوگا، بریلی میں ندوہ کا یہ اجلاس تمہارے لئے حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے علم و فضل و سعادت حاصل کرنے کا انشاء اللہ ذریعہ اور سبب ہے۔“

والد ماجد بریلی روانہ ہوئے، اللہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب کا ساتھ ہو گیا اجلاس میں شرکت ہوئی لیکن مولانا محمد حسین اللہ آبادی کے اعتراض پر شبلی کی رہی اور بڑبانی نے بدزگی پیدا کر دی (جس کی تفصیل آگے آئی ہے) چنانچہ یہ دونوں حضرات جلتے سے واک اوسط کر گئے، چلتے ہوئے والد ماجد نے امام احمد رضا کے رسالے ”سولاتِ حقائقِ نابروس ندوۃ العلماء“ پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا :-

” اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے تمام ہم خیال اراکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔“

اس واقعہ کے بعد والد ماجد محمد سوداگراں (بریلی) میں اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ ان کی پہلی حاضری تھی۔ والد ماجد نے ایک پرچہ پر اپنا نام لکھ کر ایک بچے کے ہاتھ اندر بھیجا، چند منٹ بعد اعلیٰ حضرت باہر تشریف لائے، السلام علیکم فرمایا۔ ہاتھ میں ایک لفاظہ تھا، والد ماجد سے معاف کیا اور فرمایا:۔

”یہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کی خدمت ہے کہ ابھی مجھے لفاظہ ملا، خط پڑھ رہا تھا اور اس فقرہ پر نظر تھی:۔“

”فقیر زادہ عبدالسلام حاضر ہو رہا ہے، اس پر نظر کر م فرما کر اپنی تربیت اور سرپرستی میں فیضانِ علوم ظاہری و باطنی سے اسے عزت و سرفرازی بخشیں۔“

عین اسی وقت آپ کا رقعہ ملا، آپ کا اسم گرامی پڑھ کر معاشقہ ہو گیا کہ یہ آپ کے والد محترم مولانا عبدالکریم صاحب کی کرامت ہے کہ وہ روحانی طور پر خط کے ذریعہ آپ کو اس فقیر کے سپرد فرما رہے ہیں اور آپ کا ہاتھ فقیر کے ہاتھ میں دے رہے ہیں، ماشاء اللہ وبارک اللہ“

اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کو اپنے قریب بٹھاتے ہوئے حضرت عبدالمجید کی خیریت پرسی کے بعد بریلی آنے کا سبب دریافت فرمایا، والد ماجد نے مذکورہ کی روداد، شبلی سے گفتگو، سوالاتِ حقائق نامہ کے ٹائٹل پر مجلسِ عامہ کے خصوصی رکن کی حیثیت سے دستخط کے ساتھ چند اہم کلمات کہتے ہوئے شبلی کے ہاتھ میں رسالہ دینے کا پورا واقعہ سنایا۔ اعلیٰ حضرت نے توجہ کے ساتھ تمام واقعات سیکر والد ماجد کو سینے سے لگا کر فرمایا:۔

”ماشاء اللہ! آپ نے فقیر کی بہترین نیابت و وکالت فرمائی، بارک اللہ!“

اور بے حد مسرت کے ساتھ دریافت فرمایا:۔

”کہاں متیام ہے؟“

عزیز کی۔۔۔۔۔ ڈپٹی اشفاق حسین کے یہاں۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت نے

ڈپٹی صاحب کے یہاں سے سامان منگوا لیا۔

اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تعلیم کا یہ آخری دور تھا چنانچہ والد ماجد بھی انہیں کے ساتھ امام احمد رضا کے درس میں شریک ہو گئے اور دس مہینے مسلسل امام احمد رضا کے فیض علمی و عملی، ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اور بیعت و ارشاد کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی علمی و عملی، ذہنی و اخلاقی قابلیت و صلاحیت کا بنظر عمیق معائنہ فرمایا اور پھر افتاء و وعظ اور درس کی اجازت کے ساتھ ساتھ مختلف سلاسل میں بیعت و اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا، عربی میں ایک سند عطا فرمائی اور دستار فضیلت سے نوازا۔ امام احمد رضا کی سند ملاحظہ فرمائیں جو ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء کو خود تحریر فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذی خصص هذه الامة المرجومة
سبکات الاسناد وسلاسل الاولیاء الامجاد والصلوة
والسلام علی سید الاسبیاد سیدنا ومولانا محمد و
اله وصحبه الکرام الی یوم التناد الامین۔

و بعد فقد سألتی العالم العامل الفاضل لکامل
تقی الشباب نقی الثیاب المتحلی بحلیة الفضل المعنوی
والکمال الصوری مولانا المولوی محمد عبدالسلام
الجبلقوی زین الله وجهه وقلبه بالضیاء لنور
اجازة الصحاح الستة و سائر کتب الاحادیث والفقه
والتفسیر و الکلام وغیرها من مرویات عن الجلة الکرام
واذن الوعظ والتدریس والافتاء والارشاد الی طریقة
العرفاء الاسبیاد تحسین ظن منه بهذا الفقیر فی ذلك

وان لما كن اهلا لما هناك فاجبته اليه لهما
سرايت من اهليته لديه واجزته بجميع ما اجازني
به شيخى وسيدى ومولائى ومرشدى وكنزى و
ذخرى ليومى وغدى السيد الشاه الى الرسول احمدى
الساهر روى وشيخى فى الحديث السيد الشريف العلامة
احمد بن زهير بن دحلان والسيد الجليل حسين
بن صالح جميل اليل والمولى العلامة عبد الرحمن
بن عبد الله السراج المكيون والشيخ الاجل السيد
الشاه ابوالحسين احمد النورى حفيد حضرة شيخى
و بجميع ما انا مادون به من السلاسل العلية
القادرية القديمة والجديدة والذوقية و
السنورية والاهلية والجشبية والسهرودية
والنقشبندية القديمة والجديدات والبدعية
والعلوية المنامية وكل ما احتوى عليه الكتاب المستطاب
النور والبهار فى اسانيد الحديث وسلاسل الاوليار
فكل ما فيه عن حضرة شيخى رضى الله تعالى عنه فانا
ماذون به من لدنه وما فيه وعن غيره فانا مجاز به
عن حضرة حفيده وحامل غيره وكذلك اجزته
بالوعظ والافتار والندرس بشرائطها المملومة
عند اهله فليثبت وليخش الخطأ والغلط والجرأة
والشطط وليتق الله ربه ولا يخشى من دعائه الصالح
كان الله لى وله فى الدنيا والاخرة ومنحبا جميعا فى
الدارين نعمه الفاخرة آمين - وكان ذلك لثلاث

خلون من ذی القعدة الحرام یوم الجمعة المبارکة
افضل الایام سن۱۳۱۳ھ من ہجرت سید الانام علیہ
وعلیٰ آلہ الکرام افضل الصلوة والسلام والحمد
للہ رب العالمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بحدیث المصطفیٰ النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مہر مستطیل

اعلیٰ حضرت والدہ ماجدہ پر بہت کرم فرماتے تھے اور ان کو بڑی قدر و منزلت کی
نگاہ سے دیکھتے تھے

سنہ ۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۹ء کو امام احمد رضا، جبل پور تشریف لاتے، ۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۲۶ھ
مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو مدرسہ بریلوی میں جلسہ دستار فضیلت ہوا، اس میں امام احمد رضا
نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر ایک عجیب شاہکار تھی، ہر فرد کو سماعت تھا اور اکثر کے
انسوجاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان و رفعت مکان اور محبت و فتاوت
کا جو بیان فرمایا وہ آپ ہی کا حق تھا۔ ردوان تقریر حضرت والدہ ماجدہ کے متعلق کچھ قیمتی
ارشادات اور بہترین کلمات خیر ارشاد فرماتے کے بعد نہایت محبت بھرے انداز
میں فرمایا :-

”اے جبل پور کے مسلمانو! مولانا عبد السلام کی ذات ستورہ صفات
صرف تمہارے لئے ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان کے لئے عبد السلام
ہے اور میں آج سے مولانا عبد السلام کے القاب میں خطاب عبد السلام

کا اضافہ کرتا ہوں، آئندہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ عید الا سلام
 بولا اور لکھا جائے۔“

ان مقدس کلمات کے سنتے ہی مجمع نے بلند آواز سے والہانہ انداز میں تکبیر کہہ کر
 غلوں و محبت کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا۔ والد ماجد اعلیٰ حضرت کے قدموں کی طرف
 جھکے، اعلیٰ حضرت نے سینے سے لگا لیا اور دیر تک لگائے رہے، عجب روح پرور،
 ایمان افروز اور دلکش منظر تھا اور نزول رحمت و برکت و سعادت کا وقت تھا،
 فرہ پائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج رہی تھی، والد نے اعلیٰ حضرت کے دستِ
 اقدس کا بوسہ لیا، اعلیٰ حضرت نے آپ کی پیشانی چومی، جب تک یہ منظر رہا، پورا
 مجمع کھڑا نعرے سے تکبیر و رسالت لگاتا رہا، پھر اعلیٰ حضرت منبر پر رونق افروز ہوئے
 اور مجمع بھی بیٹھ گیا۔

اعلیٰ حضرت کو والد ماجد سے خاص تعلق تھا، اس خصوصی تعلق کا خوشی و غمی موقع
 پر اظہار ملتا ہے، ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۸ء میں جیپا قاری بشیر الدین کا انتقال ہوا، ۱۳۲۹ھ /
 ۱۹۱۱ء میں والد ماجد کا انتقال ہوا اور ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں بھائی محمود اشرف کا
 انتقال ہوا۔ ان سب مواقع پر امام احمد رضا نے دلداری و غمخواری کی اور تعزیت نامے
 ارسال فرمائے۔

اعلیٰ حضرت صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۹ء میں جبل پور تشریف لائے، بہت سے
 لوگ داخل سلسلہ ہوئے، اس وقت جیپا قاری بشیر الدین علیل تھے، ماہ شعبان میں مرض
 نے شدت اختیار کی، اعلیٰ حضرت کو بولینہ لکھا گیا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل الائنہ
 صادر ہوا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بجگہی ملاحظہ مولانا لبجل المکرم ام المکرم ذی الفضل اتام و این لفضیل العام
 والعز والا کرام مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام دام مجرہ وانج مجرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

نوازش نامہ تشریف لایا، مولیٰ سجنہ، و تعالیٰ مولانا قاری
بشیر الدین صاحب سلمہ اللہ و عافادہ کو عافیت تامہ کا طہ عاجلہ عطا فرمائے
بمقام و کرمہ امین! ماسول کہ ان کی خیریت سے جلد جلد مطلع فرمائے رہیں،
اعمال شفاء کہ عرض کر آیا کتبہ، استعمال فرمائے جائیں واللہ الشافی
السکافی یسفی و یعیافی۔۔۔ کھانے کو جو چیز دی جائے،
سورہ طارق تشریف دم کر کے دی جائے، یہ تعویذ حاضر کرتا ہوں گلے
میں ڈالیں اور خیر خیریت سے مطلع فرمائیں، والدہ ماجدہ کی خدمت میں
فقیر کا سلام عرض کریں، نیز مولانا قاری صاحب و اندرون خانہ و نورالعین
برہان میاں و زاہد میاں و سائر احباب کو سلام سنت الاسلام۔

فقیر احمد رضا غفرلہ

انبرلی ۱۲ شعبان ۱۳۲۹ھ

یوم الاربعاء

قاری بشیر الدین صاحب براہ عیال رہے، ۲ شوال ۱۳۲۹ھ / ۱۹۰۵ء کو
صبح نماز فجر کے وقت ان کا انتقال ہو گیا، دوسرے دن یعنی ۳ شوال ۱۳۲۹ھ /
۱۹۰۵ء کو بریلی میں اعلیٰ حضرت کے مجاہدی مولانا حسن ضیاء خان کا وصال ہوا، ادھر سے
چچی کے انتقال کا تاریخ اور ادھر مولانا حسن ضیاء خان کے انتقال کا تاریخ آیا، ان اللہ وانا
الہیراجیون۔

جادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء کو والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت کو
اطلاع کی گئی تو آپ نے تعزیت کے ساتھ عربی میں ایک قطعہ تاریخ بھی ارسال فرمایا
اعلیٰ حضرت کا تعزیت نامہ اور قطعہ عربی ملاحظہ فرمائیں :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ ساری جامع افضال قاصح الرذائل لامع الغواضیل ذی الکریم الحکیم
والاکرام مولانا محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دامت تعالیٰ و
بورکت ایتامہ و حیاتہ آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

ان لله ما اخذ وما اعطى وكل شئ عندہ لاجل
مسمی وان من الله عزاء فی کل مصیبة وخلفا من
کل فانت وانما المحروم من حرم الثواب وانما
یوفی الصبرون اجرهم بغير حساب وبشر الصبرین
الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا
الیہ راجعون اولئك علیہم صلوات من ربهم
ورحمته واولئک هم المہتدون

وفی الصبر مرامہ یعقبها حلاوة
یعلمها طلاوة فالہمکم الصبر واعظم لکم الاجر واخلف
لکم الخیر وحفظکم عن کل ضیر وغفر المرحومة
ووقنها عذاب القبر ویمیض وجہها ویرفع فی
علیین کتابها وارجل فی دار النعیم ثوابہا آمین
آمین!

برصا بنزادگان و سائر احباب اہل سنت سلام و دعائے رحمت و
حافیت، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۶ جمادی الاولیٰ یوم الحجۃ ۱۳۵۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تاریخِ رحلتِ عقیقا مینہ سکینے خاتونِ رحمت اللہ تعالیٰ زوجہِ مقدسہ
جناب فضائلِ نصابِ فاضلِ بابِ حامی اسمن اسنیہ حامی الفتن البدنیہ
جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحبِ قادری جبل پوری ادا امر اللہ
بِغِیْضِ التَّوْحِیْدِ، آمین!

حلت لمن عبد السلام حلیلة
فی العدن وهی حصینة ورزینة
هی للعفاف مدی الحیوة لذینة
و بعفوس بی فی الممات مزینة
سأل الرضا عام الوفاة مع الدعاء
قلت ارحم التابوت فیہ سکینة

۱۳۲۹ھ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ یوم الخمیس ۱۳

۱۳۲۹ھ / ۱۳۲۹ھ میں میرا بھائی تولد ہوا جس کا نام اعلیٰ حضرت نے محمود اشرف رکھا،
۱۳۳۲ھ / ۱۳۳۲ھ کو اس بھائی کا انتقال ہو گیا، اعلیٰ حضرت کو اطلاع دی گئی، آپ نے
والدیاجد کے نام مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بملاحظہ جامع الفضائل تقدسیہ قاسم الرذائل الانبیہ مولانا البعل المکرم المغمزی المجد
الاتم والفضل واکرم جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ و
بورکت یا مردیالیہ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کان اللہ لکم فی الدنیا والآخرہ :-

تصدیقات ساری تشریح لائیں، رسالہ دینۃ التاج بھی ملا،

عزیز بجان محمود اشرف جعلہ اللہ تعالیٰ فرطاً لکم واعظم
اجورکم واتم نورکم وادام صبورکم واجزل سرورکم
فی الدین والدنیا والآخرۃ، اناللہ وانا الیہ
راجعون ان لہ ما اخذ و ما اعطی وکل شیء عندہ
لاجل مسمی انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ
عندہ اجر عظیم۔ اللہ تعالیٰ برہان میاں کو برہان السنہ، برہان
الاسلام، برہان الدین کرے، اللہم امین اللہم امین،
اللہم امین!

رفع اختلاج کے لئے ۴ بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ
پانی پر روز دم فرما کر دو ایک جڑھ نوش فرمایا کیجئے نیز ہر نماز کے بعد اے
یا اللہ یا سرحمدن یا سرحیم دل مارا کن مستقیم بحق ایاک نعبد
وایاک نستعین، اول آخر درودِ غوثیہ ایک ایک بار پڑھ کر دن
دم فرمایا کیجئے۔

فقیر دعا گو ان دنوں بتلائے افکار تھا اور ہے وحسبنا
اللہ ونعم الوکیل، چھپک کی کثرت رہی، فقیر کا ایک نواسہ
قدسی نام، ڈیڑھ برس کا اسی میں جاں بحق تسلیم ہوا، دوسرے نواسے
کو بشت نکل، تیسرے پر اس سے پہلے ہی بہت امراض کا زور تھا
انہیں میں چھپک بھی نکل، چوتھے کے جو سب میں بڑا سبے کم نکل،
چھوٹا نبیرہ بشت اس میں مبتلا ہوا، یہ سب بھدہ تعالیٰ یکے بعد
دیگر سے شغایاب ہوئے، ولہ الحمد!

رام پور کے بعض اہل سنت نے مسئلہ اذانِ ثانی میں

والد ماجد مولانا عبدالسلام، ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ (۱۳۱۲ھ) اور بریلی (۱۳۱۳ھ) میں شریک ہوئے، پھر جب ندوے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس خلافت ہونے والے اجلاس منعقدہ پٹنہ (۱۳۱۵ھ)، کلکتہ (۱۳۱۹ھ) اور شگلور (۱۳۱۷ھ) میں شریک ہوئے اور امام احمد رضا کی ہدایات و مشوروں پر ان جلسوں میں اہم کردار ادا کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے :-

ہندوستان میں ندوے کی تحریک چلی اور ہندوستان کے علماء و مشاہیر کے نام دعوت نامے جاری ہوئے، جد ماجد مولانا محمد عبدالکریم حیدر آبادی اور والد ماجد کے نام بھی دعوت نامے آئے۔ والد ماجد کا ابتدائی شباب کا زمانہ تھا، اس نئی تحریک کے اغراض و مقاصد کو دیکھ کر اس کے اجلاس لکھنؤ میں شرکت کا خیال ہوا، جد ماجد سے ذکر کیا، انہوں نے پورے حالات سن کر فرمایا :-

”میں شرکت سے تمہیں نہیں روکنا مگر بہت سمجھداری اور احتیاط

سے کام لینا اور باطل و فاسد خیالات سے اپنے کو بچانا“

والد ماجد لکھنؤ کے لئے روانہ ہوئے، الہ آباد سے مولانا شاہ محمد حسین صاحب کا ساتھ ہو گیا۔ لکھنؤ کا یہ اجلاس نہایت شاندار اجلاس تھا، ہر فرقہ، ہر مکتب خیال کے مشاہیر و سربراہان آؤدہ شریک تھے، اس اجلاس میں مسلمانوں کی تعلیمی،

مولانا محمد حسین الہ آبادی، اہل سنت کے مشہور و معروف عالم و محدث تھے، ۱۸۵۲ء میں ان کی ولادت ہوئی، شیخ الاسلام سید احمد علان سکی سے سند حدیث لی، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی سے بیعت ہوئے اور سند اجازت و خلافت حاصل کی، ۹ رجب ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۸ء کو انتقال فرمایا۔ مسعود

ثقافتی، اخلاقی، معاشرتی حالات کا جائزہ لیا گیا۔ ان مسائل کو اپنی مختصر تقریر میں ناظم ندوہ نے روشنی ڈالتے ہوئے پیش کیا۔۔۔۔۔ شہلی نعمانی نے طویل تقریر کی، دوسری نشست میں تجاویز مرتب کی گئیں، والد ماجد کو مجلسِ عاظمہ کے خصوصی اراکین میں لیا گیا۔۔۔۔۔

ندوہ کے عام کھلے اجلاس میں والد ماجد کی تقریر مسلمانوں کی اصلاح تعلیم و معاشرت کے سلسلے میں تعمیری امور پر ہوئی، تمام خواہش و خواہم نے پسند کی مگر سنت اور اہل سنت کے سلسلے میں والد ماجد نے جو کچھ فرمایا اس پر شہلی نعمانی صاحب نے نکتہ چینی کی، جیل پور واپس آ کر والد ماجد نے حضرت جد امجد کو تفصیلی حالات سنائے، وہ حالات سن کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

ندوۃ العلماء کے بریلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے خصوصی دعوت نامہ اور پوسٹر آیا۔ حضرت جد امجد نے خوشی سے اجازت دی اور اس کے ساتھ اعلیٰ حضرت سے ملاقات کے سلسلے میں جو ہدایت فرمائی، اس کے بارے میں پیچھے عرض کیا جا چکا ہے۔۔۔۔۔

والد ماجد بریلی روانہ ہوئے اور بریلی میں ڈپٹی مشفق حسین کے ہاں قیام ہوا، ڈپٹی صاحب جیل پور میں تحصیلدار تھے، بعد میں ڈپٹی کلکٹر بنے، پھر نیشنل لے کر اپنے وطن بریلی روانہ ہو گئے۔ ڈپٹی صاحب حضرت جد امجد سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور والد ماجد سے دوستانہ محبت رکھتے تھے، ڈپٹی صاحب کے یہاں والد ماجد کو امام احمد رضا کا رسالہ طاجس کا عنوان تھا:

سوالات خالقِ نابرس ندوۃ العلماء لہ

لہ امام احمد رضا کو ندوۃ العلماء کے طرز فکر سے اختلاف تھا جس کا اندازہ لفظاً امام احمد رضا (حدود

ص ۲۶) کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوتا ہے۔

”ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی، و ادیبی، قادیانی مدافعی، سب اہل قبلہ میں لہذا سب

مسلمان ہیں، اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جسے جس گنہگار

کراے اس کی رحمت کے سب ذہب والے ایک سے۔۔۔۔۔ ہم یہ عقیدہ طاجس سے

والد ماجد نے رسالے کا بغور مطالعہ کیا اور اپنے ساتھ اجلاس میں لے گئے۔
 مذہب کی مجلس کے اجلاس کی افتتاحی تقریر میں شبلی نعمانی نے اسلامی مدارس کے نصاب
 تعلیم کو آسان بنانے کے لئے اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے درس نظامی کے
 نصاب پر حمد کیا اور کہا کہ طالب علم کے کئی سال برباد ہوتے ہیں اور عربی فارسی کے ساتھ
 انگریزی کو بھی نصاب تعلیم میں داخل کرنے پر زور دیا، تقریر کے آخر میں علمائے اہلسنت
 اور خصوصاً اعلیٰ حضرت کی ذات مقدسہ پر چوٹیں کیں، شبلی کی تقریر ختم ہوئی، والد ماجد نے
 درس نظامی اور علمائے اہلسنت کے سلسلے میں شبلی کے انداز گفتگو اور طرز تقریر پر اعتراض کیا،
 مولانا محمد حسین الہ آبادی نے والد ماجد کی تائید کی اور چند کلمات بہترین انداز میں شبلی کی
 تقریر کے خلاف فرمائے، شبلی بہت ناگوار جذبے کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سخت لہجے
 میں والد ماجد اور مولانا محمد حسین صاحب پر برس پڑے اور والد کو ٹوٹا "اور مولانا الہ آبادی کو
 "جٹا دھاری" کہہ ڈالا، شبلی کا یہ انداز سب کو برا معلوم ہوا، والد ماجد کھڑے ہوئے اور شبلی
 کی اس پست اخلاقی اور ذاتی حملے پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر علماء و مشائخ و اراکین کو ان کے اظہار خیال پر اس طرح

ذلیل کیا جاتا رہتا تو

کارِ مذہب تمام خراب ہوتا

میں مجلس عاملہ کارکن خصوصی ہوتے ہوئے اپنی اور مولانا محمد حسین

صاحب کی توہین پر احتجاجاً اس مجلس سے جارا ہوں۔"

اس کے بعد اعلیٰ حضرت کے رسالہ مذکورہ پر دستخط کر کے شبلی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

(بقیہ) اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا، قرآنِ عظیم فرماتا ہے: افنجعل

المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون؟

سورہ

سورہ "جٹا دھاری" کے معنی ہیں ۱-

۱۔ لہجے الہ آبادی ہندو غیر۔

۲۔ سانپ جس کے سر پر ہل ہوتے ہیں۔

سورہ

” اس کے ہر سوال کا مفصل جواب دے کر مطمئن کرنا آپ کا اور آپ کے

تمام ہم خیال اراکین کا ذمہ ہے اور آپ سب کا اخلاقی فرض ہے۔“

اس کے بعد والد ماجد اپنی قیام گاہ پر آئے، پھر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کی تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں۔

حضرت جد امجد کے وصال (۱۳۱۷ھ) کے بعد ندوہ کے اجلاس پٹنہ کا دعوت نامہ اور ایک بنائیت طرزِ اشتہار والد ماجد کے نام آیا۔ والد ماجد دارالافتاء، درس اور دیگر دینی مشاغل میں مصروف تھے مگر پھر بھی پٹنہ تشریف لے گئے جس کی تفصیل یہ ہے:

پٹنہ میں مولانا قاضی عبدالوحید صاحب فروسی ایک بنائیت بااثر اور صحیح العقیدہ، مستور بزرگ تھے جن کے زیر اہتمام مدرسہ حنفیہ اہل سنت چل رہا تھا، قاضی صاحب نے اجلاس ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو بریلی خط لکھا، اعلیٰ حضرت نے قاضی صاحب کو والد ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والد ماجد کو قاضی صاحب کی اعانت کی ہدایت فرمائی۔ قاضی صاحب کی طلب پر والد ماجد پٹنہ تشریف لے گئے۔ قاضی صاحب کے مدرسہ حنفیہ اہل سنت کا سالانہ جلسہ دستار بندی ہونے والا تھا۔ ندوہ کے اجلاس میں دو ماہ کی دیر تھی، والد ماجد کے مشورہ پر مدرسہ حنفیہ کے اجلاس بھی انہیں تاریخوں میں مقرر کئے گئے، والد ماجد ندوہ کے حالات کے پیش نظر تجاویز و تحاریک و تقاریہ کے عنوانات اور لائحہ عمل مجلس انتظامیہ وغیرہ قاضی صاحب و دیگر مشیرانِ کار کے ساتھ ترتیب دے واپس آگئے اور سلسلہ مخطوطات ثابت برابر قائم رہا۔

رجب ۱۳۱۷ھ کو پٹنہ میں ندوہ کے عام اجلاس کا دعوت نامہ خصوصی والد ماجد کے نام آیا۔

سید قاضی عبدالوحید، ہندوستان کے مشہور و معروف محقق قاضی عبدالودود بہر شریانی لپس کے والد ماجد تھے۔ مولانا امام احمد رضا سے بیعت تھا اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، مولانا کی ادارت میں پٹنہ سے ماہانہ نمونہ حنفیہ نکلا کرتا تھا، ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۵ء میں انتقال فرمایا۔

اور انہیں تاریخوں میں مدرسہ حنفیہ اہل سنت (پٹنہ) کے اجلاس کا دعوت نامہ اور اعلان پینچے، بریلی سے اعلیٰ حضرت کا والا نامہ آیا کہ ان سے مل کر پٹنہ جائیں چنانچہ خصوصی ہدایت دے کر اور دوسرے دن کے اجلاس میں خود شرکت کے ارادہ کا اظہار فرما کر والد ماجد اور چچا کو خاص دعاؤں کے ساتھ پٹنہ کے لئے رخصت کیا۔

یہ دونوں حضرات پہلی ہجرت کے مولانا وحی احمد صاحب محدث سوئی اور بریلی پہلی ہجرت کے کچھ علماء اعلیٰ حضرت کی اجازت و ارشادات و ہدایات سے لے کر بریلی سے پٹنہ روانہ ہوئے، ٹرین میں بدایوں کے حکیم عبدالقیوم صاحب، مولانا محب احمد صاحب اور کچھ دوسرے علمائے بدایوں کا ساتھ ہو گیا۔ بنارس اور پٹنہ کے درمیان کسی اسٹیشن پر حکیم صاحب حاجت مزوریہ کے لئے نیچے اتارے کہ اس زمانے میں ٹرین میں سیت الخلاء وغیرہ نہیں ہوتے تھے، ابھی وہ نیچے ہی تھے کہ انجن نے سیٹی دی اور ٹرین چلنے لگی، چلتی ٹرین میں حکیم صاحب نے چڑھنے کی کوشش کی مگر ہر پٹنگا اور وہ پلیٹ فارم اور ٹرین کے درمیان آگے اور دوزخ رگڑتے چلے گئے مگر کوئی مصلحتی کی زندگی نہیں آیا پھر بھی نذر دنیٰ طور پر ایسے مجروح ہوئے کہ جانبر نہ ہو سکے اور مدرسہ حنفیہ کے آخری اجلاس کے دوسرے دن ۱۴ رجب ۱۳۱۵ھ / سن ۱۹۰۲ء کو انتقال فرما گئے۔

۸ رجب ۱۳۱۵ھ / سن ۱۹۰۲ء کو علی الصباح مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی اور اعلیٰ حضرت پٹنہ تشریف لائے۔ مدرسہ حنفیہ کے روزانہ جلسے ہوتے رہے۔

صبح ۱۲ بجے تک اور رات ۲ بجے تک یہ سلسلہ بجائے تین دن کے چار دن تک پوری شان کے ساتھ جاری رہا۔ حضرت والد ماجد چار دن تقریر کے علاوہ اجلاسوں کے نظم و ضبط اور تقریروں کی ترتیب کو سنبھالنے کی ذمہ داری بھی انجام دیتے رہے۔

سلسلہ اجلاس مسلسل ایک ہفتہ جاری رہا یعنی ۴ رجب سے ۱۳ رجب ۱۳۱۵ھ / سن ۱۹۰۲ء تک، قاضی عبدالوحید صاحب نے دربار حق و ہدایت کے نام سے اس کی روئیداد مرتب کی تھی جو ۱۳۱۵ھ / سن ۱۹۰۲ء میں مطبع حنفیہ پٹنہ میں طبع ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کی پہلی تقریر مسلسل تین گھنٹے ہوئی، مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی نے دوسرے علمائے اہل سنت کی تقریروں اور بیانات نے تحریکِ ندوہ کی اصل تصویر پیش کر کے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور اعلیٰ حضرت نے کھلے اجلاس میں "فتاویٰ الہرمین برحمت اللہ العزیز" پیش فرما کر بہر طبعہ فکر و خیال کو اس پر غور و فکر کی دعوت دی اور اہل ندوہ کو باہمی فہم و تفہیم کے لئے بلا یا کر کوئی نہ آیا۔ اس موقع پر بہت سے علماء و عوام نے جو تحریکِ ندوہ میں شریک ہو گئے تھے، اندوہ سے اپنی علیحدگی اور جماعتِ اہل سنت میں شمولیت کا اعلان کیا۔

۱۳۱۹ء میں کلکتہ میں ندوہ کے اجلاس کے عملی حروف میں پوسٹر شائع ہوئے

عاجی لعل خاں صاحب نہایت صحیح العقیدہ، متضلع سنی بزرگ ایک فرم،

عبداللہ علی رضا کے کلکتے کے آفس میں جنرل منیجر تھے اور کلکتے کے عوام و خواص میں بہت معزز و بااثر تھے، آپ نے ندوہ کے مقابل علماء اہل سنت کے عام اجلاس کا اہتمام کیا، بریلی لکھ کر اعلیٰ حضرت سے تعاون کی درخواست کی اور ہدایات چاہیں، اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی طرف رجوع کرنے کے لئے لکھا اور والد صاحب کو حاجی صاحب سے تعاون کے لئے فرمایا۔

امام احمد رضا اور حاجی صاحب کے نارپرو والد ماجد اجلاس سے تین دن قبل کلکتہ پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت بریلی سے اجلاس کے دن تشریف لائے، تحریکِ ندوہ کے رد میں اہل سنت کے اجلاس دو دن منسوخ ہوئے اور اہل ندوہ کو کلکتہ سے نامراد ناکام جانا پڑا، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ساتھ کلکتہ سے بریلی گئے، ایک ہفتہ بعد جیل پور آئے، اجلاس کلکتہ کی مختصر و داد ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) کے ۱۳۲۰ء کے کسی شمارے میں شائع ہوئی تھی۔

کلکتہ کے بعد اہل ندوہ کی طرف سے بنگلور میں زوردار اجتماع کا اعلان ہوا۔ بنگلور کے سرفاضل عبدالقدوس صاحب نہایت بااثر، صحیح العقیدہ، متضلع سنی عالم تھے، انہیں اس اجلاس کی دعوت صدارت دی گئی، قاضی صاحب نہایت سادہ مزاج، مرنجاں مرنج بزرگ تھے مگر اہل ندوہ اور اہل دیوبند کے خیالات سے واقف تھے اس لئے انہوں نے

اس دعوت کو رد کر دیا اور عام مسلمانوں کو ان کے خیالات سے بچنے کی تلقین فرمائی۔
 قاضی صاحب نے اجلاسِ ندوہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کو مطلع کیا،
 اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے رابطہ کے لئے لکھا اور والد ماجد کو بنگلور جا کر قاضی صاحب
 سے تعاون کی ہدایت فرمائی، بنگلور سے قاضی صاحب کا دعوت نامہ آیا جس میں تفصیلات
 درج تھیں، والد ماجد اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں بنگلور روانہ ہو گئے۔

والد ماجد اجلاسِ ندوہ سے ایک ہفتہ قبل بنگلور پہنچ گئے اور تقریروں کا سلسلہ
 شروع ہو گیا جس میں آپ نے اہل سنت و جماعت اور مخالفین اہل سنت کے افکار و عقائد
 کو بیان فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ اہل ندوہ کو اپنا اجلاس متوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد تھی
 سید عبدالقدوس کی صدارت میں اہل سنت کا کھلا اجلاس ہوا جو نہایت کامیاب رہا،
 مخالفین کو باہمی افہام و تفہیم کے لئے دعوت دی گئی مگر کوئی نہ آیا۔ قاضی صاحب نے
 اہل سنت کے ان کامیاب اجتماعات کی خبر بذریعہ تار اعلیٰ حضرت کو بھیجنے والے شخص کے ذریعہ
 کابریلی سے تار پہنچا جس میں والد ماجد کو ان اجتماعات کی کامیابی کی مبارکباد اور سرزندگی
 ولادت کی بشارت دی گئی تھی۔ سب لوگ حیران تھے کہ ابھی تو تار بھی نہیں دیا گیا، اعلیٰ حضرت
 کو کیسے خبر ہو گئی؟ اور یہ فرزند کی بشارت کیسی جب کہ خود والد ماجد کو بھی خبر نہ تھی مگر خدا کی
 شانِ جلیل پور میں صبح نماز فجر کے بعد میرا بھائی محمد اشرف اسی روز تولد ہوا جس کی وز کامیابی
 کا تار اعلیٰ حضرت کو بھیجا جانے والا تھا۔ ————— حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے :-

اتقوا فراسة المؤمن فانہ ينظر بنور اللہ تعالیٰ

اعلیٰ حضرت کی فراسۃ صادقہ کے نور نے، اجتماعات کی کامیابی اور فرزند کی بشارت
 قلبِ ظہر پر اقرار فرمادی۔ ————— اعلیٰ حضرت کے تار کے چند گھنٹے بعد جبل پور سے
 ولادت فرزند کا تار پہنچا۔ ————— والد ماجد جبل پور میں قاضی صاحب اور اہل جبل پور کے
 کے اصرار پر اپنے دو ماہ بنگلور میں رہے، تقریروں وغیرہ کا سلسلہ جاری رہا، انجنینس میں
 بنگلور کی طرف سے نہایت شاندار الوداعی جلسہ ہوا جس میں سپاسگاہی وغیرہ پیش کئے گئے
 اور والد ماجد کی بڑی پذیرائی ہوئی۔ —————

اعلیٰ حضرت نے ندوے کی معاند اہل سنت کاروائیوں کو خوب دھمکایا فرمایا اور ان کے بارے میں علمائے حرمین کے سامنے استفتا پیش کیا اور فتویٰ طلب کیا، حرمین کے یہ فتوے مندرجہ ذیل عنوان سے عربی مع اردو ترجمہ شائع ہوئے :-

فتاویٰ الحرمین برجب ندوۃ السین

۱۴ ۵ ۱۳

اس کی اشاعت نے تحریکِ ندوہ کو بہت صدمہ پہنچایا — ان مساعی کے علاوہ اہل سنت کی طرف سے برابر اہل ندوہ کے قابل اعتراض افکار و عقائد کا تقابلاً ہوتا رہا اور یہ سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا۔

۱۵۔ تحریکِ ندوہ امداد اہل ندوہ کے عقائد و افکار اور ان پر اہل سنت کے اعتراضات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں :-

- ۱- حکیم مومن سجاد کانپوری : ندوہ کا ٹھیک فوٹو گراف (۱۳۱۴ھ) مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی
- ۲- مولوی ضیاء الدین خاں، نزق شرارتِ ندوہ (۱۳۱۴ھ) ،
- ۳- محمد مجتہد علی حاشیہ بریلوی : سوالات و جوابات ندوۃ العلماء ،
- ۴- شاہ محمد حسین قادری : تمہید الندوہ بنام تاریخی تائید الحسنۃ تائید الندوہ (۱۳۱۴ھ) مطبع اعران اہل سنت و جماعت ، پٹنہ
- ۵- اظہار کلمات الندوہ (۱۳۱۴ھ) اردو رسالہ شرح مقاصد اہل ندوہ، مطبوعہ بریلی
- ۶- تقریبات ثلاثہ (۱۳۱۴ھ) از شاہ محمد ابراہیم، مولوی محمد حسین بریلوی، حکیم مومن سجاد مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی
- ۷- حکیم محمد مومن سجاد : غرضِ موردِ برزخہ شاہجہان پور (۱۳۱۶ھ) مطبوعہ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی
- ۸- محمد عبدالغنی : اشکالات بابت ندوہ، مطبوعہ مدرسہ کس (۱۳۲۱ھ) وغیرہ وغیرہ

جس سال اعلیٰ حضرت نے والد ماجد مولانا شاہ محمد عبدالسلام کو سند اجازت عطا فرمائی
(یعنی ۱۳۱۲ھ میں) میری عمر تین سال کی تھی، میری ولادت پختنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف
۱۳۱۲ھ کو نماز فجر کے وقت ہوئی، نماز فجر کے بعد جد ماجد مولانا محمد عبدالکریم
تلاوت فرما رہے تھے، جب دادی صاحبہ نے ولادت کی خبر دی تو اس وقت آیہ کریمہ
قد جاءكم برهان من ربكم تلاوت فرما رہے تھے، سنتے ہی فرمایا:

”الحمد لله ابرهان اگیا“

جد ماجد نے میری ولادت پر مادہ تاریخی بھی ارشاد فرمایا جو والد ماجد نے اپنی یادداشت
میں اس طرح تحریر فرمایا ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ولادت بر خوردار، فرخندہ آثار، قرۃ العیون میاں محمد برہان الحق مدظلہ
از

ریختہ کلک گوہر سلک جد ماجدش مدظلہ

جب نام مولود خوش از فضل حق جلوہ گردش در ضار آب و گل
بست و یک از اول ماہ ربیع صبح روز پنجشنبہ منقل
فکر تاریخ ولادت گفت اے آمدہ برہان حق در خانہ دل

۱۳۱۰ھ

حضرت والد ماجد نے مادہ تاریخ ولادت قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکالا ہے :-

وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفى (۱۳۱۰ھ)

میں سب پانچ سال کا ہوا، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو حضرت جد ماجد نے بسم اللہ شریف

کی افتتاح فرمائی اور مبارک دعاؤں، نیک تمناؤں کے ساتھ مجھے پڑھایا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اللّٰهُمَّ رَبِّ یَسِّرْ
وَلَا تَعْسِرْ عَلٰی وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ یَا فَتَّاحُ یَا عَلِیْمُ
اِفْتَحْ بِاسْمِكَ ا ب ت ث ج ح حمد لله
ما انعم علی و احسن الی۔

یہ میری بتائی عمر کی داستان تھی۔

بریلی سے واپس آ کر والد ماجد نے تمام ذمہ داریاں خود سنبھال لیں کہ چونکہ حضرت
جد ماجد بے انتہا ضعیف اور بھاری کال بالکل معذور ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ میری تعلیم
صبح ۱۲ بجے تک اور ظہر کے بعد سے عصر تک اور عشاء کے بعد سے دس بجے
تک ہوتی، عربی والد ماجد، فارسی چچا بشیر الدین صاحب سے جاری رہی درس
کے درمیان اکثر دوران گفتگو اعلیٰ حضرت کا ذکرِ خیر ہوتا تو میرا دل زیارت اور قدیم بوسے
کی تمنا میں بے تاب ہو جاتا۔

۱۳۱۵ء میں جبل پور میں پیگ کی وہاں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا، میں نے
خواب دیکھا کہ میں پیگ میں بیمار ہوا، اعلیٰ حضرت کے پاس سے تعویذ آیا، میں اچھا ہو گیا،
اس خواب کا میں نے والدہ اور چچا سے ذکر کیا، انہوں نے دھمکا کر اور سمجھا کر ٹال دیا،
میں بھی خواب کو بھول گیا، دو تین ہفتے گزر گئے، ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۵ء کو شام
ران میں گلٹی کے ساتھ بخارا آیا، ۸ ذی الحجہ کو بخارا تیز ہو گیا اور گلٹی میں درد پڑ گیا، حکیم
عبدالرحیم کا علاج شروع ہوا، والد ماجد سے والدہ اور چچا نے میرے خواب کا ذکر کیا،
اعلیٰ حضرت کو نار دیا گیا، میرا مرض بڑھتا گیا، بفرعید کا دن غفلتِ بیہوشی میں اور گھر میں
تمام حضرات کا رونے ہوئے پریشانی میں گزرا، عید کی نمازِ قربانی وغیرہ سب بے آنسوئل
کے ساتھ ادا کئے گئے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو دوپہر کے وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری
گردن پر کوئی ہاتھ لگا، کچھ ہوش آیا، آنکھ کھلی، دیکھا بڑے چچا میرے گلے پر کپڑا باندھ رہے
ہیں، والدین اور گھر کے تمام لوگ، بجائی بہن چاروں طرف کھڑے دور رہے ہیں،

میں نے چچا سے پوچھا کیا ہے؟ — جواب دیا وہی جو تم نے خواب دیکھا تھا،
 اعلیٰ حضرت کا تعویذ ابھی آیا، وہ بانڈھ رہا ہوں — بفضلہ تعالیٰ میں تعویذ
 مبارک کی برکت سے بالکل اچھا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی —
 اب تو اعلیٰ حضرت کی زیارت اور قدسوس کا ذوق و شوق دن بدن بڑھا گیا —
 وقت گزرنا گیا اور تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔

سوال ۳۲۲ھ / ۹۰۲ھ کو بریلی سے اعلیٰ حضرت کا تار آیا جس میں صبرین طیبین
 کے قصد اور دعا کے لئے فرمایا تھا اور بمبئی سے جہاز کی روانگی کی تاریخ لکھی تھی واپس
 ماجد نے شایعت کے لئے بمبئی جانے کا قصد فرمایا مگر جہاز جانے کے بعد پہنچتے
 اس لئے ارادہ ملتوی فرما دیا۔

ربیع الاول ۱۳۳۲ھ / ۹۰۵ھ کو اعلیٰ حضرت کی سفر مبارک سے مراجعت کی
 اطلاع ملی، والد ماجد نے استقبال کے لئے بمبئی کا قصد کیا، میں نے خواہش کی تو
 مجھے بھی لے لیا، چنانچہ والد ماجد، چچا بشیر الدین اور میں بعونہ تعالیٰ بمبئی پہنچے، اسٹیشن پر
 سیٹھ حاجی نور محمد عثمان، حاجی عیسیٰ خان محمد اور احباب نے استقبال کیا، ان احباب
 سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت صبح تشریف لے آئے، قصائی محلے میں گورے بالو کے
 ہاں قیام ہے۔

ہمارا قیام سیٹھ حاجی نور محمد عثمان کے ہاں زکریا مسجد کے قریب ایک گلی میں
 ہوا، ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے، عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، سلام
 کی آواز پر جواب کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک والد ماجد پر پڑتے ہی اعلیٰ حضرت
 کھڑے ہو گئے اور دو تین قدم بڑھ کر والد ماجد، پھر چچا سے معاف فرماتے ہوئے
 دعا پڑھی، خیریت پرسی فرمائی، میں قدموں پر پورے لے رہا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھے
 اٹھایا، والد ماجد نے مجھے پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے مجھے بھی سینہ سے لگایا، میری
 پیشانی پر مبارک رکھ کر دعاؤں سے مجھے تر فرمایا — مدتوں سے جو
 تمنا اور آرزو دل میں ترپ رہی تھی آج اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی، اعلیٰ حضرت کی

منشی جی نے بسم اللہ اور دیر و دشرعیٹ پڑھ کر سلام شروع کیا :

سلام

حضور سخیڑ پوری سلام علیک
 بہ بارگاہ شفیع الودی سلام علیک
 روم بسوئے تو، بر بہ قدم کتم سجده
 نوائے قلب شود سیدا، سلام علیک
 بجز دیت نکشایم بہ پیچ در دستم
 تون است قبلہ من جا، سلام علیک
 عطا ک عم علی کل ذرۃ قامطر
 علی غیث عطا من عطا سلام علیک

اعلیٰ حضرت کے پاک مبارک پر کچھ قطرے جمناک رہے تھے، جب منشی جی نے

یہ شعر پڑھا۔

بہ احمد کے کہ رضائیں عجز منائے خداست
 بگو ز من بسلوۃ آئے صبا سلام علیک
 سامعین اور اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی طرٹ دیکھا، اس شعر کو بار بار پڑھا گیا، جب منقطع
 پڑھا گیا تو وہ بھی کئی بار پڑھا گیا۔

زسی چو بردر احمد رضا بگو برآں !

بعد ادب بہ شماسیدا، سلام علیک

اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا، برہان میاں نے لکھا ہے، ہاشار اللہ! بارک اللہ!
 پھر فرمایا، میں غور کر رہا تھا کہ جامی کے طرز پر کس نے طبع آزمائی کی ہے، کہاں
 ہیں برہان میاں؟ میں ادب کے ساتھ سامنے حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت نے
 اسٹا فرمایا :-

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم سے نعت شریعت پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضور نے منبر پر کھڑے

ہو کر کھانڈنے کی اجازت دی، نعت شریعت کو بہت پسند فرمایا، جسم اقدس پر

بد شامی (شامی چادر) تھی، اتار کر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اٹھادی

فقیر کیا حاضر کرے؟



امام احمد رضا اور مفتی محمد ربیع الحق جبل پوری

الشیخ محمد سید بریلوی حق
 بود دامت از دوسے اعلیٰ حق

اتنا فرما کر سرِ اقدس سے عماما ناز کر خادم کے جھکے سر کو سر فراز فرمایا اور دعائے
 درازی عمر و ترقی علم و ثبات و استقامت فرمائی، نماز جمعہ حضرت نے اسی عمامے
 سے پڑھائی تھی، یہ اعلیٰ حضرت کے دستِ کرم سے خادم کی پہلی سر فرازی تھی،
 الحمد للہ عمامہ مقدس تبرکات میں محفوظ ہے اور عید میلادِ مبارک اور عیدِ غوثیت اور
 میں تقریر کے دوران اسے زیب سر کرتا ہوں۔

دورانِ قیامِ بریلی والد نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اکتابِ فیض و تہذیب
 تربیت و تکمیلِ علوم ظاہری و باطنی و روحانی کے لئے سمیعینے کی اجازت چاہی ہم دوہتے
 بریلی رہ کر چلے آئے، پھر شمال ۱۳۲۲ھ کے دوسرے ہفتے میں، میں بریلی حاضر ہو گیا،
 دارالافتاء دیکھتا، اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بیٹھ کر حضرت کے ارشادات لکھتا، وقت
 ملتا تو دارالعلوم منظر اسلام میں صدر مدرس مولانا ظہور حسین صاحب رامپوری کے
 پاس بھی درس میں شریک ہوتا۔ اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے
 مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور مولانا امجد علی صاحب، ہم تینوں ساتھ ہی کھانا کھاتے
 ہم تینوں کا زیادہ وقت دارالافتاء ہی میں گزرتا۔

۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں، امام احمد رضا کے صاحبزادے اور جانشین ہیں، ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں
 بریلی میں ولادت ہوئی، مشہور مفتی، تبحر عالم اور عارفِ کامل ہیں، شیخ الحرم سید علوی نانکی مکی اور علامہ سید
 محمد ابن امین وغیرہ علمائے مکہ نے آپ سے اجازتِ حدیث لی، مخدوم ابوالحسن قدوسی سے بیعت ہیں اور
 خلافت و اجازت امام احمد رضا سے حاصل ہے، آجکل بریلی رونقِ بخش مسندِ ارشاد ہیں۔ مسعود

۱۳۱۰ھ مولانا امجد علی عظمیٰ، گھوسی ضلعِ اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے، تبحر عالم و مفتی اور حکیم تھے، مولوی ہدایت اللہ
 خاں جونپوری، مولانا وحی احمد محدث سواتی اور حکیم عبدالوہابی لکھنوی آپ کے اساتذہ رہے، ۱۳۲۰ھ

۱۳۱۰ھ میں سندِ حدیث حاصل کی، دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) میں مدرس اور دارالافتاء میں مفتی بھی رہے، دارالعلوم
 معینیہ (جیر شریف) میں کچھ عرصہ درس دیا، نواب حبیب الرحمن خاں شروانی مولانا کی تدریسِ مبارک کے معترف تھے
 ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۵ء کو بمبئی میں انتقال فرمایا، علامہ عبدالمصطفیٰ زاہری، مولانا شامی، مولانا ضیاء المصطفیٰ اور
 مولانا رضا المصطفیٰ عظمیٰ آپ کے صاحبزادے ہیں۔

ایک دن میں دارالافتاء میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک شخص ^{بلکہ} شکرم پچانگ کے سامنے رُکن
 ایک مولوی صاحب اور ایک صاحب کوٹ پتلون پہنے، ننگے سر، اتر کر ہماری طرف آئے،
 ان کے ساتھ جو مولوی صاحب تھے وہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب تھے۔
 پچانگ کے اندر گئے اور مجھ سے مولانا سید سلیمان اشرف نے دریافت فرمایا، حضرت
 کہاں ہیں؟ میں نے کہا تشریف رکھئے، خبر بھیجتا ہوں۔ دونوں
 بیٹھ گئے اور ایک کارڈ نکال کر دونوں کے نام لکھ کر مجھے دیا، میں نے کارڈ اندر پہنچا دیا،
 اندر سے لڑکا آیا کہ حضرت اندر بلا رہے ہیں۔ جب دونوں اندر جانے لگے، میں بھی
 ان کے ساتھ ہو گیا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے ڈاکٹر ضیاء الدین سے کہا،
 حضرت کے پاس چل رہے ہو اور ننگے سر؟ ان دونوں میں ترکی ٹوپی
 لگاتا تھا، ڈاکٹر صاحب نے میری ٹوپی میرے سر سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی، میں
 نے اپنے سر پر دو مال لپیٹ لیا اور اندر حضرت کی خدمت میں پہنچے۔

حضرت کچھ تحریر فرما رہے تھے، فرمایا تشریف لائیے! سلام دعا
 کر کے بیٹھ گئے، حضرت نے خیریت پرسی فرمائی، ڈاکٹر صاحب نے جیب سے نوٹ بک
 نکالی اور ایک سادہ کاغذ پر ریاضی کی ایک شکل انگریزی حروف لگا کر بنائی اور پیش کرتے
 ہوئے عرض کیا کہ اس شکل کے حل کے سلسلے میں مولانا سید سلیمان اشرف صاحب
 نے آپ سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا اس لئے میں نے آپ کو تکلیف دی اور
 حضرت کو کاغذ دیا، حضرت نے کاغذ دیکھ کر فرمایا انگریزی حروف میں کیا سمجھوں؟
 ڈاکٹر صاحب نے دوسرے سادہ کاغذ پر وہ اشکال ابجد حروف لگا کر پیش کی اور
 پینل کا اشارہ کرتے ہوئے حضرت سے کچھ عرض کیا، حضرت نے بھی جواب میں کچھ فرمایا،

آپ کی تصانیف میں فقہ حنفی میں بہادر شریعت مشہور ہے، حال ہی میں فتاویٰ احمدیہ کی جلد اول (مطبع دارالافتاء
 ۱۹۹۹ء) بھی ہندوستان سے شائع ہوئی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بہت سے جاسمات رکھ باپ ہوئے

مستور

مستور

اور اہل سنت میں مشہور و معروف۔

لے ایک قسم کی چارپوں والی بند گاڑی۔

چند منٹ کی گفتگو ہی کے بعد ڈاکٹر صاحب بیعت زدہ حضرت کی طرف دیکھ رہے تھے، اِدھر حضرت پیش کردہ اشکال پر غور فرما کر ایک سادے کاغذ پر خود کچھ شکلیں بناتے، کاٹتے، سدھارتے رہے اور اِدھر ڈاکٹر صاحب کی نظر حضرت کی قلم پر جمی رہی۔

۵ منٹ کے بعد ایک صاف کاغذ پر اشکال کو حل فرما کر ڈاکٹر صاحب کو دیدیا گیا، ڈاکٹر صاحب نے دوسرے کاغذ پر اعلیٰ حضرت کی حل کردہ اشکال کو اپنے طور پر انگگریزی نشانات لگا کر نقل کیا اور خوب غور کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت کے دستِ اقدس کو بوسہ دے کر عرض کیا :-

” حضور نے یہ مسئلہ کتنی آسانی سے ۵ منٹ میں حل فرمادیا جسے میں

بہتوں غور کے بعد بھی حل نہ کر سکا اور اس کے حل کے لئے جرمنی یا

انگلیینڈ جانو والا تھا کہ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری صحیح رہنمائی

فرمائی، میں مولانا کا بہت ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ آپ جیسے بزرگوں اور

علماء کا سایہ تا دیر سلامت رکھے۔“

ڈاکٹر صاحب کچھ دیر بیٹھے، پھر اجازت لے کر رخصت ہوئے، کاغذات لپیٹ کر پتلون کی جیب میں رکھے، میں بھی ساتھ چلا، صحن پار کرنے کے بعد میری ٹوپی واپس کرتے ہوئے بولے :-

” میاں! بڑے خوش نصیب ہو، خوب خدمت کرو اور جتنا بھی فیض

حاصل کر سکو، حاصل کر لو۔“

باہر آ کر چپاٹک میں کرسی پر بیٹھ کر ڈاکٹر صاحب نے مولانا سید سلیمان اشرف سے کہا :-

” یار! اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو،

اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، ذہنی مدد ہی اسلامی علوم کے

ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر و مقابله، ترقیت وغیرہ اتنی زبردست قابلیت

اور مہارت کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلے کو بہتوں غور و فکر کے بعد بھی حل نہ کر سکی

حضرت نے چند منٹ میں حل کر کے رکھ دیا، صحیح معنی میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے مگر گوشہ نشین رہا اور نام و نمود سے پاک شہرت کی طالب نہیں اللہ تعالیٰ ان کا سایہ قائم رکھے اور ان کا فیض عام ہو، مولانا میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے میری مشکل حل کر دی اور مجھے بڑی رحمت سے بچایا۔“

میں نے کہا ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ————— ڈاکٹر حفیظ الدین اور مولانا سید سلیمان اشرف مجھ سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئے۔

اعلیٰ حضرت کی خدمت میں کم و بیش تین سال فیض حاصل کرتا رہا۔ سان دنوں ریو کے کانسیکنڈ کلاس کا سیزن ٹکٹ ڈیڑھ گھنٹے کرایہ پر ۶ مہینے کی مدت کا ملتا تھا، میں اس ٹکٹ پر برہلی جاتا، جب ۶ مہینے میں تین دن باقی رہتے، حضرت سے اجازت لے کر مکان پر آجاتا، ایک مہینہ رہ کر پھر سیزن ٹکٹ پر برہلی حاضر ہو جاتا۔

دورانِ قیام برہلی، والد ماجد بھی برہلی آئے ہوئے تھے، جبل پور سے میری ایک سچی رضیہ طلعت کے انتقال کا تار آیا، اعلیٰ حضرت کو معلوم ہوا، چہرہ مبارک پر رنج کے آثار نمایاں ہوئے، میری جانب دیکھا، میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر فرمایا:۔
”بران میاں! درود شریف پڑھو“

میں نے پڑھا، پھر مجھے پڑھایا :-

اَنَا لِلَّهِ وَاَنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ اجْرِنِي فِي مَصِيبَتِي وَاخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا عَسَىٰ رَبِّي أَن يَبْدِلَ لَنَا خَيْرًا مِنْهَا اِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ۔

یہ پڑھا دینے کے بعد والد ماجد سے فرمایا :-

”ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اہم سلسلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے یہاں تشریحیت لے گئے۔ تعزیت کے وقت یہ
 دعا متعین فرمائی، اہم سلسلہ نے حضور کے ارشاد پر پڑھ تو لیا لیکن دل میں یہ خیال کیا
 اب ابوسلمہ سے بہتر شوہر کون ملے گا۔ ————— افتقائے حدیث کے
 کچھ عرصہ بعد جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہم سلسلہ کو نکاح کا پیغام دیا
 اہم سلسلہ نے حضور کے پیغام کو منظور کرتے ہوئے کہا: یہ تعزیت کی دعا مبارک
 کا فیض ہے۔ ابوسلمہ تو کیا ملک و مملکت سے

احلیٰ و افضل اللہ کے محبوب اعظم کی خدمت میرے نصیب میں ہے۔“

۱۳۳۹ھ / ۱۹۱۶ء میں سب معمول ریٹرن کھٹ کا وقت پہنچا ہونے سے پہلے
 جبل پور آیا۔ یہاں پلنگ نے آفت برپا کر رکھی تھی، روزانہ دو سو کس کس کم و بیش ہوتے
 رہے، شہر میں ایک قیامت صغریٰ تھی، ہمارے یہاں دو تین بچے مبتلا ہوئے، یہ
 پلنگ کی آفت تین چار ماہ مسلط رہی اس لئے میں پھر بریلی حاضر نہ ہو سکا۔ —————
 میری اہلیہ کو طاعون شریذہ بخار کے ساتھ نونیہ، کھانسی، سینہ میں درد، غفلت، ہڈیاں
 کی شکایت ہو گئی، علاج جاری تھا، اعلیٰ حضرت کو تار سے دعا کے لئے عرض کیا گیا
 حالت نازک تر ہو گئی، مصلحین کا اندازہ بالیوسی دیکھ کر سب گھبرا کوس و پریشان، دو تین دن
 بیوشی، ہڈیاں، سرسامی حالت رہی، نبض گرتی جا رہی تھی، رات بھر میں پلنگ کے تریب
 بیٹھا رہا، نبض پر ہاتھ، قریب ہی میری خالہ اور بہنیں بیٹھی رہیں، ایسا معلوم ہوا تھا
 کہ یہ ان کی آخری شب ہے۔

پلنگ کے قریب میں نے مصلیٰ بچھا کر نماز فجر ادا کی، سانس کی آواز تھی نماز
 کے بعد پاس بیٹھا، آنسو جاری، نبض پر ہاتھ، سورہ یسین شریف زبان پر، اس وقت
 صبح کے ۹ بج رہے تھے، زبان پر ذلک تقدیر العزیز العظیم تھا کہ نبض کچھ امیدا فرما رہی
 دیکھا تو وہ آنکھ کھول کر مجھے دیکھ رہی ہیں، میں بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر لیس تشریح
 آگے پڑھنے لگا، مجھ سے کہا، تیسرے دن آنکھ کھولی تھی، الفاظ سمجھ میں نہ آئے،
 میں نے پھر کلمہ پڑھا اور پوچھا کیا حال ہے؟ ————— آنسو جاری تھے، لٹیٹاتی

زبان سے کہا، ابھی کرن آئے تھے؟ — — — پھر سے پراسید کی جھلک سبائی، میں نے الحمد للہ کہہ کر کہا بیگم! میں بیٹھا ہوں اور کوئی نہیں آیا — — — کوا واہ! ابھی آئے تھے، گھر کے سب نے گیریا — — — پوچھا کون تھے؟ — — — کیسے تھے؟ — — — بتایا ایک سفید وارطھی والے بزرگ تھے، سفید ڈھیلا شاپیر پہنے، عمامہ باندھے — — — پوچھا انہوں نے کیا فرمایا؟ — — — کہا میرے سر پر اپنا رومال رکھ کر کچھ پڑھتے رہے، پھر کہا بیٹی! تم اچھی رہو، گھبراؤ نہیں، میں نے اس کے ہاتھ چومنے کا ارادہ کیا تو ایک دم آنکھ کھل گئی، دیکھا، تم کھڑے ہو — — —

میرے دل میں اعلیٰ حضرت کا نقشہ باعث تئویر قلب ہوا، بعض اعتدال پڑتی جا رہی تھی۔ چونکہ رات میں کئی بار والد ماجد دیکھنے آئے تھے اور ہر وقت مایوسی کے ساتھ نزع کی آسانی کے لئے دعا پڑھ کر گئے، اس وقت اصلاح پذیر حالت اور خواب میں اعلیٰ حضرت کی زیارت کی خبر دینے والد کے پاس جانے کے لئے اپنے کمرے سے باہر نکلا، دیکھا، والد خود تشریف لارہے ہیں، دست مبارک میں ایک لفافہ ہے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: —

”برائو! اعلیٰ حضرت کا دعا نامہ تشریف لایا ہے جس میں تعویذ ہیں

حسب ہدایت دلہن کو باندھو، اللہ تعالیٰ لاشفا فرمائے“

یہ فرماتے ہوئے کمرے میں آگئے، مرعینہ کو ہشیا دیکھ کر پوچھا، کیا حال ہے بیٹا؟ — — — مرعینہ نے سلام کیا، جواب میں دعا دے کر میری جانب دیکھا، میں نے خواب کی پوری کیفیت بیان کی، والد نے الحمد للہ کہہ کر چار پر دعا پڑھ کر اپنے ہاتھ سے مرعینہ کو دی، اس نے آسانی سے پی لی، والد نے فرمایا: —

”بیٹی بہت خوش نصیب ہو کہ تمہیں اعلیٰ حضرت کی زیارت ہوئی اور اسی

وقت ان کے تعویذ بھی آئے، انہیں حسب ہدایت باندھ دو، اب تم انشاء اللہ

بالکل اچھی ہو، یہ اعلیٰ حضرت کا روحانی فیض ہے، اللہ عزوجل حضرت کے

سایہ اور ظلِ عاطفت کو اذیر قائم و دائم رکھے۔ آمین“

— تعویذ باندھ دئے گئے، اشافی بمطلق نے شفا عطا فرمائی، الحمد للہ جسبنا اللہ وکفی، تعویذات کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل والا نامہ ارسال فرمایا تھا۔

مکتوبِ اعلیٰ حضرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 خمد و نصیحت علیٰ رسولنا الکریم

بملاحظہ گرامی مولانا لاجعل الکریم المنعم حامی الاسلام ولسن ماجی الکفر و الفتن
 مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب کادری برکاتی ام پائل و بکرات
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بکاتہ :-

اس وقت نامہ ملا، مولیٰ عزوجل قرۃ العین مولوی برہان میاں سلمہ کو
 بفضلہ و کرمہ نعم السبل علیہ صلیح عالم باعمل عطا فرمائے اور ان کے گھر شفا
 آمین آمین۔ فقیر کو بھی پانچ روز سے تپ آتی ہے، تین روز سخت رہی
 کل مسلسل تھا، اب بکرت دھار سامی بجلد اللہ تعالیٰ بہت تخفیف ہے، البتہ
 دماغ و صدر پر نوازل کی کثرت ہے، حرارت کا بھی بقیہ ہے اور ضعف اندہ
 اسی حالت میں یہ چاروں تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ کر حاضر کریا ہوں جس پر
 یا سمیع لکھا ہے، سیدہ پر ہے، جس پر یا علیم ہے، بازو پر باقی دو
 ایک سیدھے بازو، دوسرا بائیں پر باندھ کر ٹیڑھ گھنٹہ انتظار کریں، اس میں
 اگر کھار اتر جائے نہا، ورنہ سیدھے کا بائیں، بائیں کا سیدھے پر باندھ دیں
 — تبدیلی پر وہ تعویذ جس پر یا علیم ہے، نہ پوسے، شام کو

ایک کٹورے میں پانی بھر کر شبنم میں کھ دیں اور اس میں کوی قلم یا نیزہ،
 بسم اللہ کہہ کر کھ دیں، صبح بعد نماز اس پر سات مرتبہ الحمد شریف، آیتہ الکرسی
 ایک بار، تینوں قل تین تین بار اول آخر دو دشریف تین تین بار پڑھ کر

دم کریں اور آپ یا برہان میاں یا کوئی نظر سٹم اس کے پھینٹے ان کے منہ
اور سینے پر بوقت ماریں، ہر پھینٹے کے ساتھ کہتے جائیں :-

اللہم اشف امتک وصدق رسولک صلی اللہ علیہ وسلم
تھا اس عمل مبارک کے فوون ہیں، کیسا ہی سخت بخار جبکہ معاذ اللہ مزمن یا
تپ رق عیاذاً باللہ ہو لا یجاوز تسعاً یا دن اللہ تعالیٰ
والسلام مع الاکرام۔

بخدمت والدہ صاحبہ سلام بہ برہان میاں وسائر اعزہ۔ والسلام

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۴۴ جہادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

اعلیٰ حضرت کے لطف و کرم، غنواری و دلداری کا سلسلہ بڑا بڑا جاری ہے، ۱۳۳۶ھ
میں میری بچیاں فوت ہوئیں تو اعلیٰ حضرت نے تعزیت نامے سے نوازا اور انتہا درجہ
کی ہمدردی و غنواری فرمائی، مکتوب گرامی یہاں نقل کیا جاتا ہے جو غمزدوں کے لئے
تربیاق و اکیہ کا حکم رکھتا ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولنا الکریم

بنا حفظہ مولانا اجمیل الکریم ذی الجود والکریم و افضل الائم حامی السنن و حامی الفتن
عبد الاسلام و نور عینی و درۃ زینی مولوی برہان الحق و حافظ صاحب کرم
کر فرمائے رقم حافظ محمد غوث صاحب علم و اکرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- " اللہ عز و جل کا ہے جو اس نے دیا اور

سہ بالعموم شادی وغنی میں غم و ناغرم کی تیز لٹ جاتی ہے گرام احمد رضا کے اتباع شریعت کی یہ شان ہے
کہ زندگی کے ہر مرحلے پر شریعت کی پابندی کی ہدایت کرتے نظر آتے ہیں، اس سے ان کے مقام تقویٰ اور
مقام عزیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسی کا ہے جو اس نے لیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر معین، جس میں کسی بیشی ناممکن اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا، صبر والوں کے لئے اجر بے حساب ہے۔ جو چیز گئی، بے صبری سے واپس نہیں آسکتی، ہاں ثواب کہ اس سے کروڑوں درجہ اعلیٰ ہے، جاتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے، جب مسلمان کے نابالغ بچے کی روح قبض کر کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہِ نبوتؐ ہوتے ہیں، فرماتا ہے کہ "کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لیا؟" اور وہ اعلم ہے۔ عرض کرتے ہیں: "ہاں آپ نے" رب! فرماتا ہے، "کیا تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟" عرض کرتے ہیں، "ہاں اسے رب! فرماتا ہے، "پھر اس نے کیا کہا؟" عرض کرتے ہیں: "الحمد لله" تیری حمد بجالایا" فرماتا ہے، "گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں اس کے لئے ایک مکان بنا دیا اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث میں ہے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا، فرمایا :-

الحمد لله دفن البنات من المکرمات

"بیٹیوں کا دفن کرنا عزت کی بات ہے"

سولی عزوجل دونوں صاحبوں کو نعم البدل عطا فرمائے۔ برہان میاں کو عمر اعلم و حمل و عزت کا بیٹا دے کہ ان کے اور حضرت مولانا عبدالاسلام کے قتلِ مکرمت میں مدارج عالیہ کو پہنچے، عالیہ سلیمان باہت برکاتِ دین والدین رہیں، آمین۔

دونوں ہی برادر عزیز نور چشمی برہان میاں کی دلہن اور صاحبزادہ

صاحب کے گھر میں چاروں صاحب یہ پڑھیں :-

الحمد لله انالله وانالله ربنا
ان يبد لنا خيرا منها۔

ان يبد لنا خيرا منها۔

اول آخر درد و شریف، انشاء اللہ العزیز نعم البدل عطا ہوگا۔

آٹھ ماہ سے میری منجھلی رط کی سلمہ اللہ تعالیٰ دعا فاما بالبحیر علیل ہے،

معدے میں صلابت، گردوں میں چبک، پسلیوں میں درد۔

اسی حالت میں اس کا ایک رط کا جانا رہا، ایک پار سال گیا تھا، بغضہ تعالیٰ

بہت صابرہ ہے، اب میں روز سے صاحب فراش ہے، اس حالت

میں بھی عصا و تنجیر کے سہارے سے جیسے بنتا ہے، فرض کھڑے ہو کر

برابر ادا کرتی ہے، سنن وغیرہ بیٹھ کر، وہ مجھے بہت عزیز ہے، اس کی شفا

کے لئے سب صاحب دعا فرمائیں، التزام کے ساتھ فرمائیں، پنجگانہ

نمازوں اور حلقہ درد و شریف کے بعد چند روز تین تین بارہ توجہ طلب

یہ دعا پڑھا کریں :-

يا حليم يا كريم اشف امت النبي ام كلثوم

مولیٰ تعالیٰ بالبحیر آپ حضرات کی دعا بظہر الغیب سے عطا فرمائے۔

رمضان سے اب تک میرے زیرِ نافت ایک درد کے تیرہ

دورے ہو چکے ہیں، حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

حضرت مولانا! میرا التزام یہ ہے کہ کارڈ میں بسم اللہ شریف

یا کوئی آیت یا اسمِ جلالت یا دونوں اعلامِ طیبہ رسالت نہیں لکھا کرتا،

فتویٰ جو کارڈ پر لکھتا ہوں، اس کا ختم و هو تعالیٰ اعلم پکرتا ہوں،

نامِ اقدس آتا ہے تو "خورد صلی اللہ علیہ وسلم" کی جگہ "علیہ افضل الصلوٰۃ و

السلام لکھتا ہوں، سب صاحبوں کو دعا سلام، والسلام۔

۱۶ ذی القعدہ ۱۳۳۷ھ

فقیر احمد رضا خفرد

یسا کہ عزم کی حوالہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۶ء میں بریلی سے جب جبل پور آیا تو پگ کے پھیننے، اہل خانہ اور اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے پھر بریلی نہ جاسکا اور اس طرح سلسلہ نماز کو بظاہر ختم ہو گیا مگر اعلیٰ حضرت کی فیض رسانی کا سلسلہ برابر جاری رہا چنانچہ ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء میں جب اعلیٰ حضرت جبل پور تشریف لائے تو چونکہ دوران قیام بریلی علم توقیت سے خادم کا شوق ملاحظہ فرمایا تھا، جبل پور میں خادم کے لئے فن توقیت میں رسالہ تصنیف فرمایا، رات کی نشست کے بعد آرام فرمانے سے پہلے آدھ گھنٹہ خادم کو فن توقیت میں رسالے کے نکات تعلیم فرماتے۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت کی بریلی مراجعت کے بعد میں نے "جدول تعدیل المنار" بنا کر حاضر کی تو بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا :-

"جدول کی تصحیح حاضر، مآثر المولیٰ ابتدائی کام اتنا صحیح، بارک المولیٰ، اب جدول مطالع البروج بافق جبل پور عزم شمالی الحقیقی بنائیے۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔

۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کے دست مقدس سے خادم کی جبل پور میں دستا بندی ہوئی، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب سنہ مذکورہ میں اعلیٰ حضرت بریلی سے جبل پور تشریف لائے تو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۶ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء سینچر کو بعد عشر عید گاہ کلاں میں عام جلسہ ہوا، تین چار ہزار کا مجمع تھا، مولانا عبدالاحد صاحب پیر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے تقریر فرمائی، اس وقت تک لاہور سپیکر کا استعمال عام نہ ہوا تھا، دونوں تقریروں میں مجمع سے آوازیں اٹھیں، "ذور سے بولئے، سنائی نہیں دے رہا"۔۔۔۔۔ مگر یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ مجمع کے بالکل آخری کنارے کے لوگوں نے اچھی طرح حضرت کی تقریر سنی۔

اعلیٰ حضرت کی تقریر عجیب شاہکار تھی، ہر فرد کو وسعت تھا اور اکثر کے آنسو جاری تھے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان و رفعت مکان اور محبت و

لہ اعلیٰ حضرت کے سادہ فن توقیت، جدول تعدیل المنار اور فالانہ سے کا عکس آخر میں نادار امام محمد رضا کے عزم کے تحت پیش کر دیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فنائیت کے بارے میں جو فرمایا یہ حضرت ہی کا حصہ تھا۔

دورانِ تفریر والد ماجد کے متعلق کچھ قیمتی ارشادات و وصیحات اور بہترین کلمات غیر ارشاد فرمائے جو پیچھے پورے کئے جا چکے ہیں۔ جب والد ماجد پر عنایات و نوازشات کا سلسلہ جاری تھا اسی وقت حضرت حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں صاحب نے سرپوش ڈھکا ہوا ایک طباق اعلیٰ حضرت کے حضور پیش کیا، اعلیٰ حضرت نے سرپوش ہٹا کر عمامہ کی تہ کھولتے ہوئے کچھ دعا پڑھی، پھر اس خادمِ آستانِ برہان کے متعلق نہایت محبت و اکرام کے ساتھ والد ماجد کو مبارک خطاب عمید الاسلام سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

”مولانا عمید الاسلام، برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند، دورانِ قیام بریلی میں فقیر نے ان کا ذہنی، علمی، عملی جائزہ بخوبی لیا ہے، اخلاق، تقویٰ، افتاء، اتباعِ سنت و شریعت وغیرہ میں ہر پہلو سے آزما لیا ہے، میں اپنے اس روحانی فرزند سعادتمند محمد برہان الحق کو دستِ فضیلت سے مزین کر کے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں“

اتنا فرما کر اپنے دستِ مبارک سے عمامہ میرے سر پر تین پھیرے پھیٹ کر والد ماجد کو دے کر فرمایا ”آپ تکمیل کر دیں“ ————— والد نے تین پھیرے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام کو دیا، آپ نے تکمیل فرمائی الحمد للہ حلیٰ اکرامہ و انعامہ و احسانہ، اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا :-

”رب العزت تبارک و تعالیٰ میرے روحانی ولدِ اعز کو ان کے برہان الحق کے ساتھ ’برہان الدین‘، ’برہان الملئہ‘، ’برہان السنۃ‘ بنائے اور حضرت عمید الاسلام کے ظلِ رحمت و عاطفت کے تحت دینِ متین و شریحِ مبین کی خدمت و حمایت پر ثابت قدم رکھے، میں یہ رسم بریلی میں منظرِ اسلام کے سالانہ اجلاس میں انجام دینے والا تھا مگر حسن اتفاق کہ

جل پور میں آپ حضرات کے درمیان موقع مل گیا، بارک اللہ!

اعلیٰ حضرت کے منیر پر رونق افروز ہونے کے وقت بطور تکرار و سپاس نامہ
کچھ کلمات عرض کئے، اس وقت فی البدیہہ چند اشعار ذہن میں آئے جو بہت پسند کئے
گئے، سب اشعار تو یاد نہیں، صرف تین شعر یاد رہے۔

جب عید ہوگی، ہوگی، یہاں عید آج ہی والبتگانِ امن احمد رضا کی ہے
گرمی ہے، تپ ہے، درد ہے، کلفت بھری ہے ان سب پر پیچھے کی صورت بلا کی ہے

خالی گئی نہ پھر بھی تزی آستانِ رسی

بران یہ خوبی تہ سے خلوصِ مصفا کی ہے

دو نیچے رات کو صلوة و سلام و دعا پر نہایت کامیابی کے ساتھ مبارک جلسہ ختم ہوا،
المہر اللہ! مسافر و قدم بوسی کے لئے مجمع نے اسٹیج کو گھیر لیا، صبح چار بجے مکان پر پہنچے،
نماز فجر کے بعد آرام فرمایا۔

جل پور میں اعلیٰ حضرت نے دستارِ فضیلت و سندِ اجازت کے ساتھ ساتھ سندِ
خلافت سے بھی نوازا، بیرونی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ دوسرے خلفاء
عرب و عجم کو بھی عنایت فرمائی، خادم برہان کو جو سند عطا فرمائی، اس میں اپنے دستِ
مبارک سے یہ کلمات تحریر فرمائے۔

سند

یا ولدی ویرد کبیدی وقرۃ عینی و عزة نزیبی
ابن الفاضل العامل جامع الفضائل قامع الرذائل
مولانا المولوی عبد السلام وقد لقبته عید الاسلام
جعلک اللہ کاسمک برہان الحق المبین و ناصر
الدين المبين و کاسوس و سن المفسدين امین۔

فقیر احمد رضا قادری مخفی عنہ

فی جعفریہ بکفہ

اعلیٰ حضرت نے ازراہ شفقت و عنایت خادم کے رسائل پر تفریطیں بھی تحریر فرمائیں
چنانچہ سیالپور (یو۔ پی) سے ایک استفسار ساداتِ ماہرہ کے ایک بزرگ افاضی حسین صاحب
نے ارسال فرمایا جس کے جواب میں خادم نے ایک فتویٰ بصورت رسالہ مندرجہ ذیل
عنوان سے تحریر کیا :-

اجلال الیقین بتقدیر سید المرسلین

۱۳۲۷ھ

یہ رسالہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل تفریط تحریر فرمائی جو
خادم کے لئے ایک نہایت مستحکم سند ہے۔ اللھم شہدا :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اللھم شہدا فقیر فقیر القدر اس تابعین منیت و ز صیف نظیف کے مطا
سے سرور ہوا، مولیٰ عزوجل اس کے مولف سعید حمید رشید فرزند ولید سعاد
مولانا مولوی برہان الحق جعلہ اللہ تعالیٰ کا سہہ دلیل الصدق
و پیرہان الحق کو دارین میں مدارج عالیہ و مدارج جلیہ کرامت فرمائے،
بھگتہ تعالیٰ یہ ان کے والد ماجد محمد العلماء زبدۃ العفلا ر عالمی ابن ماجی لغتن
حسنۃ الزمن زنیۃ الایام مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام سلمہ السلام
لحماۃ الاسلام و نکایۃ الکفرۃ و المبتدعین اللہام
و ادا م فیضہ الی یوم القیام کے برکات میں :-

و حسن نبات الارض من کرم

غفر اللہ تعالیٰ لی و لہما و لجسیم اخر اننا اهل السنۃ و
وقانا جمیعاً برحمۃ من کل فتنۃ و محنتہ بجاہ سعید
الانس و الجنۃ علیہ و علیٰ الہ و صحبہ و ابنتہ و حنبتہ

الصلوة والسلام علی مراللیالی والایام امین۔
فقیر احمد رضا قادری عظمیٰ عنہ



احمد اللہ خالق النسم

ذاری اللوح بامرہی القلم لہ

بریلی سے آنے کے بعد پھر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں بریلی جانا ہوا جب گاندھی نے تحریک ترک موالات چلائی اور ملک میں ایک بیجان برپا ہو گیا، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ جب میں بریلی پہنچا تو رجب ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام ابوالکلام آزاد کی صدارت میں بریلی جلسہ ہونے والا تھا جس کی دعوت اعلیٰ حضرت کو بھی دی گئی مگر آپ نے رد فرمادی بہرہ سید سلیمان اشرف بہاری کی سرکردگی میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے ۲، سوالات لیکر ایک وفد ابوالکلام آزاد سے جواب طلبی کے لئے روانہ ہوا، میں بھی ساتھ ہوا، جگہ جگہ میں آزاد سے دو لوگ باتیں ہونیں، تفصیل آگے آتی ہے۔

میں دو ہفتہ بریلی رہ کر جبل پور گیا، رمضان المبارک کے بعد اعلیٰ حضرت کا مزاج سخت نامناسب ہوا، اور گرمی کی شدت کے سبب بھوالی تشریف لے گئے، یہاں جبل پور میں میری بڑی لڑکی زکیہ طلعت اور سب سے پہلا لڑکا محمد لسان الحق، دونوں ایک ہی دن میں انتقال کر گئے۔ صبح چار بجے بچی کا اور چھ بجے بچہ کا انتقال ہو گیا اور انہی کے بعد میرے چچا زاد بھائی عبدالقیوم کا بھی انتقال ہو گیا، اعلیٰ حضرت کو خبر کی گئی تو آپ نے مندرجہ ذیل تعزیت نامہ ارسال فرمایا :-

۱۔ رسالہ اجل یقین پل باطبع اہل سنت و جماعت، کلکتہ میں چھپا جس میں یہ تقریف شامل ہے: مصنف کا دوسرا رسالہ صیانت الصلوات عن عمل البدعات (۱۳۹۰ء) الازاد میں طبع ہوا، اس پر اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی تقریف ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سِرِّ سُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَشَدَّ لِنَبَلِہٖ عَلٰی الْاَنْبِیَاۃِ شَمًا لِّمِثْلِہٖ فَاَلَمْ یَثَلِّ

جَانِ بِرَبِّہٖ نُوْرٍ یُّبْرِجُہٗ جَعَدَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَا سَمِہٖ بِرَبِّہٖ اَنْ یُّحَقِّقَ لِمَنْ یُّدْعٰیہٗ
سَلْمَہَا اللّٰہُ تَعَالٰی

اِسْلَامٌ عَلَیْکُمْ اَوْ رَحْمَةً اللّٰہِ وَبِرَّکَاتِہٖ :-

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ

رٰجِعُوْنَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ————— اِنْ لِلّٰہِ

مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ وَاِنَّمَا

الْمَحْرُوْمُ مِنْ حَرَمِ الثَّوَابِ وَاِنَّمَا یُوْفٰی الصّٰبِرُوْنَ

اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

”بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا، اسی کا ہے جو اس نے دیا

اور ہر چیز کی اس کے یہاں ایک عمر مقرر ہے جس میں کسی بیشی نامتھو ہے

اور محروم تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہو گیا اور جو صبر کریں، انہیں کے لئے

ان کا ثواب بے حساب ہے پورا“

میرے عزیز بچو! مولیٰ تعالیٰ تمہیں صبر جزیل و اجر جزیل و نعم البدیلی

عطا فرمائے، تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :-

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَ

نَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَ

لَبِشْرَ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْہُمْ مُصِیْبَةٌ

قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ؕ اُولٰٓئِکَ

عَلِیْہِمْ سَلْوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہُمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولٰٓئِکَ

ہُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ؕ

” اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے! اسے محبوب خوشخبری دوان صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں اسنا لٹھ و ان یہ سراجعون ہم اللہ ہی کی بلک ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھر کر جانا ہے جو ایسا کہیں ان پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں۔“

میرے پیارو! اپنے رب عزوجل کی رحمت دیکھو۔۔۔۔۔! بلا کہ معاذ اللہ ناگہاں آئے، بہت سخت ہوتی ہے لہذا پہلے سے مطلع کر دیا کہ ہم ضرور ان باتوں سے تمہاری آزمائش فرمائیں گے، تم ہمارے حضور گردن رکھنے کے لئے مستعد رہو اور اسے آزمائش سے تعبیر فرمایا کہ دیکھیں کون ہمارے حکم پر گردن جھکانا اور کون ناراض ہوتا ہے، جب بندہ مسلم پر ان میں سے کوئی بلا آئے وہ فوراً متنبہ ہو یہ وہ ہے جس کی میرے رب نے پہلے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ تیری آزمائش ہوگی، وہ فوراً اس کے حضور زمین پر سر رکھ دیگا اور اس کے حکم پر ناراض نہ ہوگا اور اس کی رحمت کا دامن ختم کر آزمائش میں سچاپنے کی کوشش کرے گا۔۔۔۔۔ لے

اللہ کی بشارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت، اللہ کی درودیں، اللہ کی رحمت، اللہ کی ہدایت۔۔۔۔۔ یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ آدمی لاکھ جانیں دے کر لے توستی ہیں۔۔۔۔۔ بے صبری سے جو چیز گئی، انہیں سکتی گریہ عظیم دولتیں ہاتھ سے جاتی ہیں۔۔۔۔۔ دیکھو ایک اسی کلمہ اناللہ وانا الیہ سراجعون، میں کیسی کیسی صبر کی تلقین فرماتی ہے کہ

اسفار امام احمد رضا

وطن گر چه آرام را در خوزست
 جبل پور ما را از خوش ترست

رجب ۱۳۱۸ھ / سنہ ۱۹۰۱ء میں اعلیٰ حضرت مدرسہ حنفیہ اہل سنت کے اجلاس میں شرکت کے لئے بریلی سے پٹنہ تشریف لے گئے اور وہاں ایک اجلاس میں تین گھنٹے مسلسل آپ کی تقریر ہوئی۔ ۱۳۱۹ھ / سنہ ۱۹۰۲ء میں کلکتہ تشریف لے گئے۔ ۱۳۲۲ھ / سنہ ۱۹۰۲ء میں اعلیٰ حضرت بمبئی کے راستے حرمین طیبین حاضر ہوئے اور ۱۳۲۳ھ / سنہ ۱۹۰۵ء میں ماہ ربیع الاول میں بمبئی کے راستے ہی واپس تشریف لائے والد ماجد کے ساتھ خادم بھی بمبئی حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت کے دیوار سے مشرف ہوا، بمبئی کے قیام کے دوران چند قابل ذکر حالات سامنے آئے، ملاحظہ فرمائیں :-

- ۱۔ قضائی محلے کی مسجد میں نماز جمعہ اعلیٰ حضرت کی امامت میں ادا کی گئی۔
- ۲۔ سینچر کو قضائی محلے کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کا وعظ ہوا، منبر کے قریب والد ماجد اور چچا کے پیچھے میں دیوار سے ٹپک کر بیٹھا تھا، مسجد میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی، ایمان افروز نورانی تقریر سے مجمع پر محویت طاری تھی، تقریباً ایک گھنٹے بعد مجھ پر غنودگی کا غلبہ ہوا، خواب میں دیکھا، ایک عجیب دلکش نور سے پوری فضا منور ہے، درود و سلام کی سرور افزا آواز سے بیدار ہوا، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت منبر سے میچے کھڑے دست بستہ "الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھ رہے ہیں، چشم مبارک سے قطرات ٹپک رہے ہیں اور پوری مسجد صلوة و سلام کی آواز سے گونج رہی ہے، میں بھی صلوة و سلام

۱۔ اس تقریر کا خلاصہ قاضی عبدالوحید نے اپنی تالیف "مدارج حق و ہدایت" (مطبوعہ پٹنہ ۱۳۱۵ھ)

میں شامل ہو گیا، اعلیٰ حضرت کے آنسو جاری تھے اور حسین والہانہ انداز سے
 جو صلوٰۃ و سلام تھے وہ عجیب کیفیت افزا تقاضا جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں
 صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہو کر اعلیٰ حضرت منبر پر تشریف لائے،
 آدھ گھنٹے بعد دعا پر تقریر ختم ہوئی، مصافحہ، قدم بوسی میں ایک گھنٹہ صرف ہوا
 ہم اعلیٰ حضرت سے اجازت لے کر قیام گاہ واپس ہوئے۔
 راستہ میں چچا سے میں نے مسجد میں دوران و عطف خواب کا ذکر کیا، خواب
 کا واقعہ سن کر والد اور چچا میں یہ گفتگو ہوئی :-

اعلیٰ حضرت مدینہ طیبہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و
 عظمت و توقیر و تعظیم پر بیان فرما رہے تھے، یکایک کافی بلند آواز سے
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر منبر سے اتر کر ہاتھ باندھ کر
 عجیب رقت آمیز آواز میں صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے قبدرخ کھڑے
 ہو گئے، ولادت مبارک کا ذکر نہ تھا، نہ وعظ ختم کرنے کا ہی کوئی انداز
 تھا، اعلیٰ حضرت کی باطنی روحانی نظر مبارک نے دیکھ لیا کہ حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اس لئے فوراً منبر سے اتر آئے اور صلوٰۃ و سلام
 عرض کرنے لگے، بہت ہی بابرکت و سعادت محفل تھی اور اعلیٰ حضرت کی
 بالکل ظاہری کرامت ہے۔

قیام گاہ پہنچے تو اور بھی لوگ ہمارے ساتھ تھے، بیٹھ گئے
 اور والد ماجد نے مجھ سے میرے خواب میں نظارہ کی کیفیت دریافت فرمائی
 اور سن کر میری دونوں آنکھوں پر محبت سے بوسہ دیا اور فرمایا "انشاء اللہ!
 تو بڑی قسمت والا ہے۔"

صبح حسب معمول ہم اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عقیدت مندوں
 کا مجمع تھا، حضرت کھڑے ہوئے ہمارے مصافحہ و قدم بوسی کے بعد حضرت نے والد
 کو پہلو میں جگہ دی، سب بیٹھ گئے۔

ایک صاحب سفید گھنی واڑھی، تڑو، ٹوپی لگائے، اعلیٰ حضرت کے سامنے
 قریب بیٹھے ہوئے، آنسو جاری، کچھ ذکر کر رہے تھے، انہوں نے ذکر
 شروع کیا۔

رات وعظ میں وہ مسجد کے درمیان دروازے سے لگے ہوئے بیٹھے
 تھے اور آنکھیں بند تھیں، محویت کے عالم میں دیکھا کہ ایک نور محیط ہو گیا،
 اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی آواز پر آنکھ کھولی تو سامنے
 سارا مجمع کھڑا صلوٰۃ والسلام پڑھ رہا ہے۔

یہ سن کر والد ماجد نے عرض کیا، حضور یہی منظر برہان نے بھی دیکھا ہے
 اعلیٰ حضرت نے صرف یہ فرمایا: ۱۔

”یہ سرکارِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم تھا کہ تجلی فرمائی، الحمد للہ“

۳۔ ایک روز اعلیٰ حضرت نے والد ماجد سے فرمایا ”آج عصر کے بعد ایک
 مجذوب بزرگ کی زیارت کے لئے باندہ چلنا ہے، واپسی میں مغرب
 تک شریف میں ادا کر کے دعوت ہے، آپ عصر کے پہلے آجائیں“ ہم لوگ
 حسب ارشاد عصر کے وقت حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ باندہ پہنچے
 مسجد کے مشرق کی جانب ایک ٹین کے ہال کے باہر بڑا مجمع تھا، اعلیٰ حضرت کو
 دیکھ کر مجمع نے ہلاستہ دیا، حضرت کے پیچھے ہم لوگ ہال میں داخل ہوئے،
 تخت پر ایک بزرگ عمامہ باندھے، پیر تخت سے لٹکائے بیٹھے، دلال الخیرات

۱۔ یہ بزرگ شاید حضرت مولیٰ سہاگ تھے جن کا نام احمد رضا نے لفظاً (ص ۲۸) ص ۳۸
 میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ ۱۔

”کچھ مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا،“

حضرت میدی مولیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاہدیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف

شرعیہ دونوں ہاتھ سے آنکھوں کے بالکل متصل پڑھنے میں مصروف ہیں، اعلیٰ حضرت کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کتاب بند کر دی، اعلیٰ حضرت سے مصافحہ کرتے ہوئے کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا، ہم سب قدم بوسی کر چکے تھے تو ہم سب کو ایک بڑے ہال میں بٹھایا گیا، پورا ہال بھرا ہوا تھا، چند منٹ بعد وہاں کے منتظم خاص حاجی قاسم آئے، اعلیٰ حضرت سے عرض کیا، جو لوگ مجذوب صاحب کی زیارت کو آتے ہیں ان کے لئے چار، کافی، قہوہ تیار رہتا ہے، حضرت جو فرماتے ہیں پلایا جاتا ہے، آپ حضرات کے لئے دریافت کیا گیا تو فرمایا، چار، کافی، قہوہ میں سے جو چھو فرمائیں وہ اس وقت پلایا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، بزرگ نے چار، کافی، قہوہ تینوں کا نام لیا ہے اس لئے تینوں کو ملا کر پلایا جائے، چنانچہ ایک بڑے سا وارہ میں تینوں کو ملا کر پلایا گیا، ان دنوں بڑے سے پیالے چلتے تھے، بھر بھر دئے گئے، رنگ دکھا کر اسہت ہوئی مگر لب سے لگایا تو اتنا لذیذ پایا کہ پورا پیالہ صاف کر دیا۔

والد ماجد نے مجھے آہستہ سے ہدایت فرمائی کہ واپسی کے وقت حضرت کے پیچھے رہنا اور بزرگ کی قدم بوسی کر کے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا۔ واپسی کے وقت میں اعلیٰ حضرت کے پیچھے رہا، جب حضرت مصافحہ کر کے آگے بڑھے، میں نے ان کے قدم بوسہ کر کے عرض کیا، میرے لئے دعائے خیر فرمائیے! بزرگ نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، سندھی الفاظ تھے اور اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کیا :-

” اس کے پیچھے چلتا جا، تیرے پیچھے سب چلیں گے“

ہم جب واپسی کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے، میں اعلیٰ حضرت اور والد ماجد کے درمیان بیٹھا تھا، اعلیٰ حضرت نے مجھ سے فرمایا، برہان میاں! آپ نے مجذوب سے کیا کہا تھا؟ میں نے جو کہا تھا، وہ او اس کا

جواب بتایا، اعلیٰ حضرت نے میری پیٹیڈ پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا:-
 " اللہ تعالیٰ تمہیں برہان الحق، برہان الدین، برہان السنۃ بنائے آمین "

والد اور چچا نے آمین کہا۔

اعلیٰ حضرت نے بمبئی سے بریلی تشریف کا قصد کیا، والد نے جبل پور
 تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا، فرمایا، ابھی تو اجمیر تشریف حاضر فرماتا
 ہوا بریلی جاؤں گا، انشاء اللہ پھر کبھی جبل پور آؤں گا۔

۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء میں اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خان
 صاحب حج کے لئے گئے اور ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۵ء بمبئی کے راستے مراجعت فرمائی، اعلیٰ حضرت
 ان کے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے جانے والے تھے جس کا مندرجہ ذیل والا نام
 میں ذکر فرمایا ہے :-

مکتوب اعلیٰ حضرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

بگرامی ملاحظہ ذمی الغصائل الانسیبہ والعوائل القذیبہ المنزہ عن الرذائل
 الانسیبہ حامی السنن حاجی لفتن الدنیہ مولانا بافضل اولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام
 صاحب سلمہ السلام علی المناقب وشامخ النواصب، آمین!
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :- اعز اللہ شانکم ورفع مکانکم
 وابلغ بوجہ منکم۔

برادر بوجان برابر مولوی حسن رضا خان سلمہ الرحمن کا خط ۲۶ ذی الحجہ کا
 لکھا ہوا کہ معظرت سے ایک شنبہ گزشتہ کو آیا تھا جس میں صرف اس قدر تھا
 کہ عن قریب بعونہ تعالیٰ مدینہ طیبہ حاضر ہونے والے ہیں مگر تعیین تاریخ نہ تھا
 اس ایک شنبہ کو کوئی خط آئے گئے کہ آیا وحسبنا اللہ

و نحم الوکیل، اگر خط آجاتا تو حساب ہو سکتا کہ واپسی بالآخر کب تک ہوگی، اب ایک نہایت مجمل حالت ہے، دعائے خیر فرمائیں۔

حضرت بابرکت سید محمد حبیب اللہ صاحب زعمی دمشقی جیلانی اولاد و امجاد حضور پور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں اور اس فقر و محنت کے حال پر کمال کرم فرما ہیں، پہلے سے تشریف لاتے ہیں، یہ بھی میرے حجاج سلم اللہ تعالیٰ کے استقبال کو میری طرح بسبب تشریف لے جانے والے ہیں، میں دو ایک روز اور خط کا انتظار کر کے چلوں گا، اگر نہ آیا، یا آیا اور حساب کے وقفہ پایا تو بعونہ تعالیٰ ضرور حاضر جبل پور ہو کر دو ایک روز جناب کی زیارت سے شرف اندوز ہوتا ہوں، تم بھی جاؤں گا اور اگر خط آیا جس سے ظاہر ہو کہ بالآخر فوراً تم بھی پہنچنا چاہئے تو جناب کو بذریعہ تار اطلاع دے دوں گا کہ براہ راست تم بھی جانا ہوں، والسلام مع الاکرام۔

بھد احباب اہل سنت سلام سنتہ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

شب ۴ صفر ۱۳۲۶ھ، سیدۃ الاشنین

اعلیٰ حضرت نے حسب الارشاد بھیجی جانے ہوئے صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں ۴ روز قیام فرمایا اور جبل پور کو اپنے قدم سعادت لزوم سے دارالسرور ہونے کا شرف بخشا، اس موقع پر والدہ صاحبہ اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ یہ میری نو عمری کا واقعہ ہے۔

۱۳۲۳ھ / ۱۹۱۹ء میں اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلاسنے کا جوش و ولولہ پیدا ہوا، ہم نشین احباب سے مشورہ کیا، نسب نے نہایت پرخلوں جذبے کے ساتھ میری تائید کی اور اسے تعاون کا وعدہ کیا، ہم سب مل کر والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کو جبل پور بلاسنے اور دعوت دینے کی درخواست کی، والد ماجد نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کو بلانا

معمولی بات نہیں، ہم ان کے شایان شان عزت اور خدمت کر سکیں گے؛ اگر ذرا بھی کوتاہی ہوئی، ہم دنیا سے سفیت کو کیا جواب دیں گے؟ — سب نے عرض کیا: حضور جیسا فرمائیں گے ہم دل و جان سے ویسا ہی انتظام کریں گے۔ — والد ماجد نے انتظامات کے متعلق جو فرمایا، سب نے منظور کر لیا۔ — فرمایا، اعلیٰ حضرت کس دینی، مذہبی، اہم ضرورت کے سوا کہیں تشریف نہیں لے جاتے۔ — چونکہ اس خادم سرکارِ رضا کو برہان نوازی پر ناز تھا، میں نے اس یقین کے ساتھ کہ میری کوشش انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوگی اور میں حضور کو لے آؤں گا۔ — عرض کیا، آپ عریضہ دعوت تحریر فرمادیں، ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیں، برہان حضور کو لینے حاضر ہونا ہے، حضور جب قصد فرمائیں گے، برہان سفر کا انتظام کرے گا۔ — والد ماجد نے نہایت عقیدت کے ساتھ عریضہ دعوت لکھ دیا، انتظامیہ کمیٹی چچا حافظ عبدالشکور صاحب کی صدارت میں قائم ہو گئی۔ دعوت نامہ لکھے جانے کے چار دن بعد بریلی تشریف کے لئے روانہ ہو گیا۔ —

صبح نماز فجر کے بعد بریلی پہنچا، معلوم ہوا اعلیٰ حضرت، حضرت محدث سودھی علیہ الرحمہ کے عرس میں پہلی بھیت تشریف لے گئے ہیں، میں نے بریلی پہنچنے کی کوئی اطلاع نہیں دی تھی، نہ ہی والد ماجد نے دعوت نامہ میں میرے پہنچنے کا کوئی دن لکھا تھا، میں نے آستانے کے دارالافتار میں اپنا سامان رکھا، گھر میں سے سیدہ محترمہ والدہ نے ناشتہ بھیجا، میں ناشتہ کر کے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ارنجے پہلی بھیت سے تار پہنچا۔ —

برہان میاں کو پہلی بھیت پہنچو۔ —

(احمد رضا)

میں ظہر کے بعد پہلی بھیت کے لئے روانہ ہو گیا، پہلی بھیت پہنچا تو اسٹیشن پر مولانا عبدالاحد صاحب میرا انتظار کر رہے تھے، مصافحہ معافقہ کے بعد میں نے پوچھا "میں نے کوئی اطلاع نہیں دی تھی، آپ کیسے اسٹیشن آ گئے؟" — کہا، "حضرت

نے فرمایا برہان میاں کو اسٹیشن لینے جاؤ۔

اعلیٰ حضرت کا قیام مولوی فضل حق ٹبرکنٹر ٹیکسٹر کی کوٹھی میں تھا، رات بڑا ناگوار
 نے مجھے حضرت کی خدمت میں نہ جانے دیا، محدث صاحب علیہ الرحمہ کے عرس کے
 جلسہ میں شریک ہوا، صبح مولانا کے ساتھ ناشتہ کے لئے بیٹھا تھا، لقمہ ہاتھ میں تھا
 کہ ایک صاحب یہ کہتے ہوئے آئے کہ، اعلیٰ حضرت ناشتہ میں برہان کا انتظار نہیں
 ہے۔ میں نے لقمہ رکھ دیا اور تانگہ پر کوٹھی پہنچا، دیکھا، ناشتہ چنا ہوا ہے
 اور حضرت منتظر بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔ خادم کو صافقتہ سے مشرف فرمایا، میں نے قدموں
 کی، حضرت نے والد ماجد اور سب کی غیریت دریافت فرمائی۔۔۔۔۔ ناشتہ شروع
 فرمایا، میں بھی شریک ہوا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :-

”مولانا عبدالسلام صاحب نے اپنے گرامی نامہ میں جبل پور آنے
 کے لئے میرا پہنچا اس طرح پوچھا ہے کہ عذر کی گنجائش نہیں اور میرے
 صنعت کی یہ حالت ہے کہ چند قدم چننا دشوار ہے۔“

میں نے سکراتے ہوئے عرض کیا، حضور کی دعا و عافیت سے انشاء اللہ
 حضور کو سفر میں بالکل تکلیف و ریشانی نہ ہوگی۔۔۔۔۔ صاحب خانہ مولوی فضل حق نے
 کہا، ”برہان میاں! گاڑی دو جگہ بدلنی ہوگی۔۔۔۔۔ پیٹ فارم کی طوالت، سیریاں
 چڑھ کر پل کا عبور۔۔۔۔۔ حضرت سے کیسے ہوگا؟۔۔۔۔۔ میں نے کہا، بریلی سے
 جبل پور تک سیکنڈ کلاس ریزرو ہوگا۔۔۔۔۔ کہا، یہ بہت مشکل ہے اور ہوا بھی تو
 بڑا خرچہ پڑے گا۔“۔۔۔۔۔ میں نے کہا کہ

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

مرد باید کہ ہر اسان نہ شود

انشاء تعالیٰ میری مشکل کو آسان فرمادے گا۔۔۔۔۔ حضرت نے انشاء اللہ! فرمایا

۔۔۔۔۔ ناشتہ دعا برکت پر ختم ہوا، اپنی بھیت سے بریلی شریف واپس آئے۔

بریلی سے جبل پور روانگی کا دار و مدار ریل کے سیکنڈ کلاس کے ریزرویشن پر تھا، میں

رواد ہوگی، نماز فجر کہاں ادا کی جائے گی؟ — اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا،
 "انشاء اللہ! پیٹ فارم پر"

اسٹیشن پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گاڑی چالسز اسٹیشن پیٹ فارم پر — پیٹ فارم پر
 جاننا، چادریں، رومال بچھائے گئے اور بعونہ تعالیٰ کثیر جماعت نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے
 نماز فجر ادا کی، تعقل اللہ! — یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت تھی کہ اطمینان کے ساتھ نماز
 سے فارغ ہوئے — گاڑی آئی، میں آفس کی طرف چلا کہ ایک دیوے افسر
 نے مجھے ساتھ لیا اور سیکنڈ کلاس کا تالا کھول کر مجھے آفس میں آنے کو کہا — میں
 ساتھیوں کو ٹرین میں اسباب رکھنے کے لئے کہہ کر آفس پہنچا، پانچ ٹکٹ سیکنڈ کلاس
 اور پانچ ہی سرنٹ کلاس ٹکٹ لے کر آیا — گاڑی میں اعلیٰ حضرت کا بستر لگا کر
 مختصر ناشتہ، چائے کے بعد ڈالیا، گاڑی روانہ ہوئی — مولانا عبداللہ صاحب
 پیل بھیت سے کھنوا آئے اور وہاں سے ہمارے ساتھ ہو گئے۔

پرتاب گڑھ میں ہمارا کپا رٹمنٹ، الہ آباد کی گاڑی میں لگا دیا گیا، الہ آباد میں گاڑی
 ٹھہرتے ہی اسٹیشن اسٹیشن مسٹر نے میرا نام پوچھا اور کہا کہ آپ کا سیکنڈ کلاس کپا رٹمنٹ جو
 ریڑرو ہے، پیٹ فارم نمبر پر ہے، سیٹھ محمد بھائی نے آرام کر سہی کا انتظام کر لیا تھا،
 اعلیٰ حضرت کو سیکنڈ کلاس میں پہنچایا گیا اور سرنٹ میں سامان رکھا، دستوں کا انتظام کیا،
 سب نے حضرت کے ساتھ ظہر قصر جماعت ادا کی — حضرت مولانا حامد میاں
 شہر میں کسی سے ملنے تشریف لے گئے — عصر کے بعد سیٹھ محمد بھائی ایک
 پارسی کی کار لے آئے — اعلیٰ حضرت، مولانا مصطفیٰ میاں، حاجی کفایت اللہ،
 بر خادم اور محمد بھائی تفریح کے لئے نکلے — الہ آباد کے خاص خاص مقامات
 گنگا جنا کے ملنے کا ترمینی گھاٹ وغیرہ دیکھتے ہوئے واپسی میں ایک جنگلہ کے سامنے
 گاڑی روک کر پارسی نے التجا کرتے ہوئے کہا، ہمارے گھر کے بائی لوگ دشمن کرنا
 مانگتے ہیں — میں نے حضرت کی طرف دیکھا، حضرت نے مسکرا کر سر ہلایا، میں نے
 پارسی کو اشارہ کیا، وہ جنگلہ میں گاڑی لایا، معلوم ہوا کہ محمد بھائی نے اعلیٰ حضرت کی بزرگی کا

پارسی سے ذکر کر دیا تھا، اس کے گھر کی تمام عورتوں، بچوں نے ہاتھ جوڑ کر گاڑی گھیر لی اور "صاحب جی" "صاحب جی" کہتے رہے۔ حضرت نے دونوں ہاتھ ہلا کر فرمایا، "تم سب اچھے رہو، اللہ تعالیٰ ہدایت کی نعمت عطا فرمائے"

اللہ آباد اسٹیشن پر مغرب پر جماعت ادا کی گئی۔ میں نے محمد بھائی سے ٹیکسی کا کرایہ دریافت کیا، محمد بھائی نے کہا، وہ کہتا ہے، "مجھے باباجی کے پیر چھو لینے دو یہی کرایہ ہے"۔ میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت مسکرا کر خاموش رہے، میں نے پارسی کو اشارہ کیا، اس نے حضرت کی قدمبوسی کی، حضرت نے ہدایت کی دعا کی، سلامٹا کر ہاتھ جوڑ کر وہ رخصت ہوا۔

کھانے اور عشاء سے فارغ ہو کر حضرت کا بستر لگایا، سب آرام سے بیٹھ گئے تھے، گاڑی رات ۹ بجے روانہ ہوئی

پسینجر جبل پور صبح ۶ بجے پہنچتا ہے۔ ابھی ٹرین ۴ بجے کٹن پہنچی، پلیٹ فارم نعرہ تکبیر کی بہت زوردار آواز سے گونج اٹھا۔ آواز سن کر دروازہ کھولا، دیکھا والد ماجد ایک جم غفیر کے ساتھ استقبال کے لئے جبل پور سے تشریف لائے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے سب قدم بوس ہوئے، اعلیٰ حضرت کے وضو کے لئے انتظام کیا گیا، فرمایا، "نماز فجر کہاں ہوگی؟" عرض کیا، سلیمان آباد میں، لیکن صرف ۳ منٹ گاڑی ٹھرتی ہے، وضو فرمائیں، خادم حاضر ہوتا ہے"۔ میں انجن کی طرف بڑھا، دیکھا ڈرائیور مسلمان ہیں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت کی قدمبوسی کر کے جا رہے ہیں، مجھ سے مصافحہ کیا، میں نے کہا، "سلیمان آباد میں نماز فجر ادا کرنا ہے" پوچھا، کتنا وقت لگے گا؟ میں نے کہا ۱۲ یا ۱۵ منٹ۔ کہا، میں لیٹ کر دوں گا۔

گاڑی ڈبھی مل گیا، اس نے بھی اطمینان دلایا۔ گاڑی بڑے وقت پر سلیمان آباد پہنچی، پلیٹ فارم پر چار نماز، چادریں، رومال بچھا کر تقریباً ۳۰ کی جماعت ہوئی، پوری ٹرین کے مسافر دیکھ رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت اطمینان کے ساتھ وظیفہ سے فارغ ہو کر گاڑی میں تشریف لائے۔ اسٹیشن ماہر صاحب طباق میں چالے آئے،

یہ ساگر کے قاضی خانہ بان سے ہیں، اعلیٰ حضرت نے چار نوشت کرتے ہوئے فرمایا :-

”مولانا عبدالسلام کا اثر ماشا اللہ ریل پر بھی ہے“

غالباً ۲۰ منٹ ہو گئے، الحمد للہ! ڈراپور ٹائم میک اپ کیا اور گاڑی ٹھیک وقت پر
جبل پور سٹیشن پہنچی، نعرہ بکیر کے اسٹیشن کوچ اٹھا، پلیٹ فارم پر تیل رکھنے کی گنجائش نہ تھی
— گاڑی رکتے ہی میں نے گاڑی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر مجمع کو مخاطب
کر کے کہا :-

”حضرات اعلیٰ حضرت و اہل علم الاقدس کی زیارت تمام حاضرین کو مبارک،
آپ تمام انتہائی محبت و خلوص کے ساتھ سرکارِ رضا کی قدم بوسی اور مصافحہ
کے لئے بے چین ہوں گے، میری گزارش ہے آپ مصافحہ سے حضرت کو
تکلیف نہ دیں، صرف زیارت کر لیں اور دستہ بنالیں کہ حضرت آرام اور
آسانی سے باہر تشریف لے جاسکیں، قیام گاہ پر ہر ایک کو مصافحہ و قدم بوسی
کی آزادی ہوگی۔“

مجمع نے نعرہ بکیر سے استقبال کیا اور میری گزارش پر عمل کیا گیا، درمیان میں راستہ دیدیا،
اعلیٰ حضرت آہستہ آہستہ دست مبارک پٹانی پر رکھ کر اشارہ سے سلام کرتے ہوئے باہر تشریف
لائے۔ — گولڈ اس کی دو گھوڑوں والی گھٹی جو بھولوں سے سجائی گئی تھی،
اس پر سوار ہوئے، جلوس کے ساتھ ایک گھنٹے میں ہمارے مکان پہنچے۔ —
ظہر نماز اور نورخاں نے نعل میں نرم تکیوں کا سہارا دے کر اور پہنچایا اور یہ طریقہ
بروقت بیٹھیاں اترنے چڑھنے کے لئے جاری رہا۔ —

قیام جبل پور کے زمانے میں جو معمولات رہے اور جو واقعات و حالات پیش آئے
اب وہ بیان کئے جاتے ہیں۔ —

جبل پور کے قیام کے دوران اعلیٰ حضرت کے یہ معمولات رہے :-

۱۔ نماز کے لئے پانچوں وقت مسجد پیدل تشریف لے جاتے۔

۲۔ ناشتہ کے بعد نائزین ادا کرنے والوں کو مشرف فرماتے۔

۳۔ دوپہر کو قیلوہ فرماتے۔

۴۔ نمازِ ظہر کے بعد پھر لوگ حاضر ہوتے۔

۵۔ عصر کے بعد کبھی تفریح کے لئے جانا ہوتا۔

۶۔ بعد مغرب کچھ وقت اور ادو وظائف و اشغال میں گزارتا اور کبھی دعوت میں جانا ہوتا۔

۷۔ بعد عشاء گیارہ بجے رات تک عقیدت مند حاضرین کے درمیان ذکر و نصیحت کی محفل ہوتی۔

میری دو بچیاں تھیں، زکیہ طلعت عمر پانچ سال اور صبیحہ نورانی عمر تین سال۔ صبح ناشتہ کے بعد اعلیٰ حضرت کتاب مطالعہ فرماتے ہوتے یا فتویٰ نکھلتے ہوتے دونوں بچیاں سامنے آکر بیٹھ جاتیں۔ ایک دن والد ماجد آئے تو زکیہ نے نورانی سے حضرت کی طرف اشارہ کر کے کہا، "یہ بڑے دادا ہیں"۔ اور والد کو کہا، "یہ چھوٹے دادا ہیں"۔ حضرت نے سن لیا اور بہت لطف اندوز ہوئے اور والد ماجد سے فرمایا، "یہ لیا کہ یہی ہیں، والد بھی ہنسے۔"

ایک دن مجھ سے فرمایا، "میری دو بچیوں کے لئے کان کے سبزے (ایرننگ) چاہئیں"۔ میں نے صدر بازار میں ایڈیل جی کے یہاں سے نہایت خوبصورت باقوت اور نقل ہیرے کے دو جوڑے ایرننگ لاکر حضرت کو دکھائے، حضرت نے بہت پسند فرمایا اور کہا، "ذرا پسنا کر دیکھوں، کیسے لگتے ہیں"۔ زکیہ، صبیحہ دونوں سامنے بیٹھی تھیں، پاس بلا کر دونوں کے کانوں میں دست مبارک سے پسنا کر دیکھا اور کچھ دعا فرمائی۔ حضرت نے مجھ سے قیمت دریافت کی، میں نے عرض کیا، "حضرت قیمت دے دی ہے"۔ پھر بچیوں کے کانوں سے سبزے اتارنے لگا۔ فرمایا، "ہنسنے دیکھئے، اپنی ہانسیں دو بچیوں کے لئے لگا تھے"۔ اور فوراً مجھے قیمت عطا فرمائی۔

لہذا جملہ کرامتوں کو لیتے ہیں، دیتے نہیں، نام احمد نے عطا، بخشش کی سنت کو زندہ کیا اور یہ یاد دہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاسی یا نہیں دیا بھی ہے اور بہت کچھ دیا ہے۔

دریاباد سے ہیں، ڈرہ پے بہاد نہیں

— انسوس دونوں بچیاں واضح مفارقت دے گئیں بندست یادگار محفوظ ہیں۔
 ایک دن بعد نماز عصر تفریح کے لئے گجلی پر، گن کیرج فیکٹری کی طرف نکلے، فوجی
 گوروں کی پارٹی فیکٹری سے اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف جا رہی تھی، انہیں دیکھ کر
 حضرت نے فرمایا :-

”کم بخت بالکل بندر ہیں“

مولانا حسین میاں نے فرمایا :-

”صرف دم کی کسر ہے“

میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا :-

”وہ کثرت استعمال سے حذف ہو گئی“

اس فقرے پر حضرت اور سب ہنسے اور حضرت کے قہقہہ کی آواز سن گئی، فرمایا :-

”حذف کی علت خوب یہی“ لہ

لہ، امام احمد رضا پر انگریزوں کی غیر خواہی کا الزام لگایا جاتا ہے، غیر خواہ اپنے دوستوں کا اس طرح مذاق نہیں
 اڑایا کرتے۔ — متعدد شواہد اس الزام کی تکذیب تردید ہوتی ہے، مثلاً :-

۱۔ ایک عیسائی نے آیت قرآنی پر بحث کرتے ہوئے خدا پر اعتراض کیا، امام احمد رضا کی خدمت میں استفسار
 پیش کیا گیا تو جواب میں رسالہ ”المنصم علی مشکک فی آیت علوم الامام“ (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) تحریر فرمایا،
 جس میں حقانی کی روشنی میں عیسائیوں پر بہت ملامت کی ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں :-

”اللہ اشدایہ قوم — یہ قوم، یہ مڑا سر روم، یہ لوگ — جنہیں عقل سے لاگ

جنہیں جنوں کا روگ — یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمانان کی لغویت

پر کان دھریں؟ — انا اللہ اعلم، راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“

(مطبوعہ لاہور، ص ۲۱)

یہ کسی انگریز کے غیر خواہ کی تحریر نہیں معلوم ہوتی۔ —

۲۔ بریلی سے ماہنامہ الرضا نکلتا تھا، اس کے ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۲ء کے شمارے میں یہ عنوان قائم کیا ہے :-

جیل پور سے پندرہ میل پر زبدانندی کا نہایت زور دار اور دلکش آبشار ہے۔ تقریباً سو فٹ گہرائی میں پتھروں سے ٹکراتا ہوا زبدان کا پانی گرتا ہے۔ اس ٹکراؤ سے دھوئیں کی طرح پھوہار بہت دوزخ نما میں اڑتی اور مچھلتی ہے اور سورج کی شعاعوں سے قوس قزح کی طرح رنگ رنگ منظر دور سے بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے۔ اسے "دھواں دھاڑکا جاتا ہے۔ پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا گہرائی میں سنگ مرمر کی چٹان پر گرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دودھ ابل رہا ہے۔ اسے "دودھ مستمن" بولتے ہیں۔

"چنچپی گھاٹ" کے کشتی پر چلتے ہیں تو ستر فٹ چوڑی اور کالی گہری زبدان کی سطح پر دونوں جانب ڈیڑھ سو فٹ اونچی سنگ مرمر کی چٹانوں اور پہاڑوں کے گھماؤ پھراؤ کے ساتھ تلاح کشتی کو کھیتے ہیں۔ ڈھائی تین میل تک درہ دانیال کا نقشہ نظر آتا، جہاں سے آگے کشتی نہیں جا سکتی۔ اس مقام کو "بندر کوڈنی" کہتے ہیں، یہاں ایک طرف ریت کا سطح میدان ہے۔

(بقیہ) "انگریزی درس گاہیں ہمارے لئے کافی نہیں"

اور پھر انگریزی تعلیم اور مدارس پر کھل کر تنقید کی ہے، راقم نے مقدر دوام امیش (مطبوعہ لاہور ص ۲۴۲) میں اس الزام کے خلاف مزید دلائل پیش کئے ہیں۔

لہ یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں زبدانندی پانچ الگ الگ دھاروں میں بہتی ہے اس لئے پانچ بٹ (راہ) یا پانچ دھاروں کی بنا پر اس کا نام "چنچپی" گھاٹ پڑا۔

لہ یہ ایک مقام کا نام ہے جہاں دریائے زبدان بہت تنگ ہو کر بہتا ہے اور دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑوں سے بند چھلانگ لگا کر دریا کو پار کر سکتا ہے۔ یہاں دریا کی گہرائی بھی اندازہ سے باہر ہے اور دریا کے اندر پہاڑوں کے ہونے سے پانی میں بھنود ہر وقت رہتا ہے اس لئے اس مقام سے آگے کشتی کو نہیں لے جاتے۔

دھواں دھار“ جاتے ہوئے راستے میں داسنی جانب اونچے پہاڑ پر ایک مندر ہے جس کی ایک سو چالیس سیڑھیاں ہیں۔۔۔۔۔ اس مندر کو چونٹھ جوگنی کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اونچی دیوار کے احاطے میں چونٹھ خانے ہیں، ہر خانے میں ایک قد آدم سنگ مر کا لنگا اور زازنا نہ بت ہے، بہت اس طرح کٹا ہوا ہے جیسے تلوار سے کا گیا ہو۔۔۔۔۔ کسی کانر کسی کے ہاتھ، کسی کی کمر، کسی کی چھتیاں اور دیگر کٹھنوں کے اعضا اس بت کے سامنے پڑے ہیں۔

”بھیڑاگھاٹ“ میں زبدا کے کنارے اونچی سطح پر دو ڈاک بنگلے ہیں دونوں کے خانے اور نگران مسلمان ہیں جو سیاحوں اور سیر کرنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔۔۔۔۔ دو عام سرائے بھی ہیں جن کا انتظام ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر ہندو ”تیرتھا شنان“ کے لئے سرائے میں ٹھہرتے ہیں۔

کچھ لوگ رات ہی کو انتظام کے لئے ”بھیڑاگھاٹ“ چلے گئے، نماز فجر کے بعد اعلیٰ حضرت کو بھیجا گیا، اور والے ڈاک بنگلے میں انتظام تھا۔۔۔۔۔ پہنچتے ہی ناشتہ کے بعد ایک پاکی پر اعلیٰ حضرت اور سب لوگ پیدل چلے۔۔۔۔۔ ”چونٹھ جوگنی“ پر سیڑھیوں سے پہنچے۔۔۔۔۔ حضرت کی نظر جیسے ہی بتوں پر پڑی اشہدان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له الہا واحد لا نعبد الا ایاک واشہد ان سیدنا و مولانا محمدنا عبدا ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہ وسلم پڑھا۔

مند کے دوسرے دروازے پر سلطان عالمگیر علیہ الرحمہ کے لئے دعا کی۔۔۔۔۔ اس دروازے سے باہر نکلے تو ”دھواں دھار“ کی پھولوں میں رنگ رنگ قوس و قزح کا نقشہ بہت خوشنما نظر آیا، حضرت نے دریافت فرمایا، یہ کیا ہے؟۔۔۔۔۔ میں نے عرض کیا، حضور میں چل رہے ہیں۔۔۔۔۔ ”دھواں دھار“ پہنچے، اور دھوئیں کی طرح فضا میں سبز، سرخ، نیلے عکس اور اوپر سے نیچے گرتے ہوئے پانی کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے اور سر بنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار

تلاوت فرمائی۔۔۔۔۔ ایک چھوٹی دھار کے کنارے پتھروں پر حضرت کی پاکی رکھی گئی
 جہاں بہت بڑی تیز دھار بھی صاف نظر آرہی تھی، آبشار بھی صاف نظر آرہا تھا۔۔۔۔۔
 کچھ لوگ دور بٹ کر رہنا نہ لگے۔۔۔۔۔ ایک گھنٹے بعد ڈاک بنگلے واپس آگئے،
 کھانا تناول فرما کر کچھ آرام کیا پھر ظہر ادا فرمائی۔

میرے ہم عمر دوست عبدالکریم سپوان تھے جو سینہ پر پندرہ بیس من کا پتھر رکھ کر
 اس پر ایک چھوٹے پتھر کو چورا چورا کراتے۔۔۔۔۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کو یہ
 کرتب دکھانے کا ارادہ ظاہر کیا۔۔۔۔۔ ظہر کے بعد بنگلہ کے باہر ایک گھنٹے خدمت
 کے سائے میں اعلیٰ حضرت کرسی پر نشتریف فرما ہوئے، پانچ گز کے فاصلہ پر سامنے ریت بچہ
 پھیلا کر برابر کے عبدالکریم اس ریت پر لیٹ گئے تو آٹھ دس آدمیوں نے پندرہ بیس من
 وزنی چونا پیسے کے وزنی پتھر کو سنبھال کر سپوان کے سینہ پر رکھ دیا، اس پر دوسرے
 پتھر کو چار آدمیوں نے پتھروں سے کپل کر چور چور کر دیا۔۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت اس
 منظر اور کرتب پر بہت خوش ہوئے، پہلوان سینہ سے وزنی پتھر مٹھا کر حضرت سے
 قدم بوس ہوئے۔۔۔۔۔ حضرت نے فرمایا، بڑا خطرناک تماشا ہے " اور جیب سے
 دس روپے کا نوٹ اور سیلا انعام عطا فرمایا۔۔۔۔۔ پہلوان کا حوصلہ بڑھا، وہ پھر ریت
 پر لیٹ گئے، ایک چھکڑا گاڑی پر بارہ آدمیوں کو سوار کر کے چار آدمیوں نے گاڑی کو
 کھینچا، پہلوان کے سینہ پر سے ایک چکا کھالا۔۔۔۔۔ حضرت نے پہلوان کی مشق
 کی تعریف فرمائی اور فرمایا، بڑا خطرناک کھیل ہے " اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔"
 عصر کے بعد پنجابی گھاٹ سے دو کشتیوں پر زبدا کی سیر کے لئے بیٹھے۔۔۔۔۔
 اعلیٰ حضرت نے کشتی پر قدم رکھ کر فرمایا، بسم اللہ صبحہا و مرسہا، میں نے
 آمین کہا۔۔۔۔۔ کشتیاں سنگ مرمر کی اونچی چٹانوں کے درمیان روانہ ہوئیں، گھاٹ پھراؤ
 کے ساتھ مناظر قدرت کے درمیان ۲۹ جمادی الاخریٰ کو رجب المرجب کا چاند نظر آیا،
 اعلیٰ حضرت نے چاند دیکھ کر فرمایا :-

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر

و لله الحمد هلال خیر و ہفتش — سبحانک اللہ۔

اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، ہم سب نے آمین کہہ کر ہاتھ اٹھائے۔

”بندر کو دینی“ کے خشک ریت کے میدان میں مصلیٰ اور دو مال وغیرہ بچپائے

گئے۔ میں نے اذان دینے کے ارادے سے کان میں انگلیاں لگائیں

کہ اذان کی آواز سنائی دی، دیکھا کہ اعلیٰ حضرت اذان دے رہے تھے، حضرت ہی نے

اقامت فرمائی اور نماز مغرب پڑھائی، فارغ ہونے پر ہم سب قدم بوس ہوئے تو اپنے

دست مبارک میں خادم کا ہاتھ لے کر فرمایا :-

”حدیث شریف میں ہے، اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں کا

ہر ذرہ شاہد اور گواہ ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اذان دی کہ یہاں کا بہتا ہوا

دریا، پہاڑ، درخت، سبزہ اور ریت سب مجھ فقیر کے لئے شاہد ہو جائیں“

میں نے عرض کیا، حضور! یہ ہماری اوردیہاں کی ہر شے کی خوش نصیبی ہے کہ حضور کی زبان مبارک

سے اذان مبارک کی سعادت افروز آواز سن کر شہادت کی برکت اور حضور کے ساتھ ثواب کے

سحق ہوئے، الحمد للہ! اوردیہاں کا ہر ذرہ ہمارے لئے بھی شاہد ہو جائے۔

حضرت نے فرمایا :-

”ما شاء اللہ بارک اللہ!“

ہم کشتیوں پر واپس ڈاک بنگلے آئے، اعلیٰ حضرت نے اس سیر پر بہت مسرت

ظاہر فرمائی۔ ”بھیڑا گھاٹ“ سے ہم سب ۹ بجے رات مکان پہنچے۔

قیام جبل پور کے دوران اعلیٰ حضرت کی تقویٰ شعاری کے جو واقعات سامنے آئے

وہ ہم کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

چند واقعات یہاں پیش کئے جاتے ہیں :-

لے ان واقعات کی کچھ تفصیلات الملفوظ، حدودوم (مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں) مطبوعہ کانپور،

۱۔ ایک دعوت میں دسترخوان چٹنا ہار ہاتھاکہ ٹانگم پیس کا الارم نہایت سر ملی پیانو کی آواز میں بجنے لگا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا :-

”اسے بند کر دو کہ سر ملی راگ کا سننا جائز نہیں!“

۲۔ ایک دعوت میں کھانے کے بعد ایک صاحب نے ہاتھ دھونے کے بعد دسترخوان سے ہاتھ پونچھا، اعلیٰ حضرت کی نظر مبارک پڑ گئی، فرمایا :-

”دسترخوان صرف کھانے کے لئے ہے، اس سے ہاتھ پونچھنا

خلاف سنت ہے۔“

۳۔ سیٹھ دادا بھائی حاجی کریم نور محمد کے یہاں سب کے سامنے فیرنی مشینوں میں تھی،

اعلیٰ حضرت کے سامنے بڑی پینے کی رکابی میں تھی، فیرنی خوش ذائقہ تھی، اعلیٰ حضرت نے بہت پسند فرمائی، چند تھپے نوش فرما کر دادا بھائی سے فرمایا :-

”دادا بھائی! میں اس رکابی سے فیرنی حضرت عید الاسلام کو

دے سکتا ہوں؟“

ہم سب حیرت سے حضرت کو دیکھنے لگے، دادا بھائی نے عرض کیا، ”جنور کی مرضی، جسے چاہیں عطا فرمائیں“۔ میں نے عرض کیا، اس کے لئے دادا بھائی

کی اجازت کی کیا ضرورت تھی؟۔ فرمایا :-

”میرے سامنے دسترخوان پر جو کچھ رکھا گیا وہ امانت ہے، صرف

میں کھا سکتا ہوں جو باقی ہے وہ صاحب خانہ کا ہے، صاحب خانہ کی

اجازت سے کسی کو دے سکتا ہوں، اس لئے میں نے دادا بھائی سے

حضرت مولانا کو دینے کے لئے اجازت چاہی کہ خیانت کا شائبہ نہ ہے۔“

۴۔ سو داگر حاجی اکبر خاں کے یہاں دعوت میں قدمہ روٹی کے ساتھ اچھا معلوم ہوا حضرت

نے حاجی اکبر خاں سے فرمایا :-

”خان صاحب! یہ قدمہ میں پی سکتا ہوں؟“

اکبر خاں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، ”حضور! اجازت کی کیا حاجت ہے اور حاضر کرونگا“

— فرمایا —

” شہزادہ شہزادہ کے ساتھ کھانے کے لئے دسترخوان

پر رکھی جاتی ہے پینے کے لئے نہیں! پینا صاحب خانہ کا مقصد نہیں ہوتا

اس لئے اجازت کی ضرورت ہے۔“

۵۔ صدر بازار میں ٹیلر مہر حاجی محمد حمید کے ہاں دعوت میں ٹھنڈا پانی نہ تھا، حاجی صاحب

نے اپنے فرزند سے کہا، یسین! دیکھ مسجد کے گھر سے میں پانی ٹھنڈا ہو گا، جگ

میں لے آؤ۔“ حضرت نے فرمایا —

” مسجد میں پانی صرف مصلیانِ مسجد کے لئے رکھا جاتا ہے، غیر مصلی

کو اپنے بیاں منگنا کر یا راستہ چلتے پینا جائز نہیں، مسجد کا پانی نہ منگایا جائے۔“

یہ ہیں وہ واقعات جو ہر عالمِ دعویٰ کے لئے نمونہ ہیں، مہربانیِ تعالیٰ ہم سب کے

تعمولیٰ شعاً اور دیانتدار بنائے، آمین۔

اعلیٰ حضرت نے بریلی میں مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ مجھے جیل پور میں دس دن سے

زیادہ نہ روکا جائے گا۔“ میں نے عرض کیا تھا، انشاء اللہ! حضور کی مرضی کے

خلاف نہ ہو گا۔“ اب دس دن پر پندرہ دن مزید قیام ہو چکا تھا۔“ حضرت

نے والد ماجد سے فرمایا، مولانا! میں نے برہان میاں سے دس دن کا وعدہ لیا تھا۔“

میں نے عرض کیا، حضور نے بے شک دس دن ہی میں واپسی کے لئے فرمایا تھا، سرکار!

وعدے کے دس دن پورے ہو چکے، اب تو وعدہ پر پندرہ زیادہ ہو گئے، وعدہ کا وقت

ختم ہو چکا۔“ اتنا کہہ کر میں قدموں پر جھکا، حضرت نے اٹھ کر ہنستے ہوئے

سینے سے لگایا۔“ والد ماجد نے فرمایا، حضور! جیل پور خوش نصیب ہے کہ یہاں

حضور کی صحبت بہت اچھی ہے، بریلی شریف میں حضور کرسی پر مسجد تشریف لے جاتے تھے،

یہاں اللہ کے فضل سے پانچوں وقت کی نماز کے لئے مسجد پیدل تشریف لیجاتے ہیں،

سترہ بیڑھیاں نماز کے علاوہ دعوؤں اور تفریح کے لئے بھی اتنے چٹھنے میں صرف

سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، کبھی کبھی نماز میں رکوع و سجود میں عصا کا سہارا لینا پڑتا تھا

یہاں نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ تقریباً سے محفوظ رکھے، چہرہ انور پر صحت کا نمایاں اثر ہے، اگر حضور چند روز اور قیام فرمائیں تو فلاسوں پر کرم ہوگا، بہر حال حضور کی مرضی مقدم ہے، اعلیٰ حضرت نے مسکرا کر فرمایا:-

” جبل پور کا پانی بہت زور دار ہے، اس سے زیادہ زور دار آپ حضرات کی بھتیس میں۔“

الحمد للہ! خوش نصیب جبل پور میں ایک مہینہ چار دن حضور نے قیام فرمایا اور جبل پور کو دارالسرور ہونے کا شرف بخشا، الحمد للہ! بریلی پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ والد ماجد کے نام والا نامہ ارسال فرمایا جو قابلِ مطالعہ ہے، ملاحظہ فرمائیں :-

مکتوب اعلیٰ حضرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

صلواتک دو ما علی المصطفیٰ	لک الحمدیامین عنی وکفی
وغوث الوریٰ واشیاعہم	وال واصحاب واتباعہم
کہ از شکر خالق بود شکر نامس	سپس بہر عبد السلام این سپاس
جبل پور مارا از خوش ترست	وطن گرچہ اکرام زاد رخور است
کہ از سعید الاسلام عبد السلام	ذال خود شدا و فرحت افزا مقام
برا بگینتہ از وطن خاطر م	تولائے اصحاب آل محترم
بمق محمد علیہ السلام	سلامت بود شاہ عبد السلام
بود دانا ازو سے اعلان حق	الہی نگہ سدا بر بان حق
بود از احد، لطف احمد رضا	برائے تو و نسل تو دانا
اذانت بود فضل حق را ظہور	توئی حافظ حق و عبد شکر

ہمیشہ بود کار تان را نظم بود حتی و قیوم ، معنی ، ودود
 توئی نامہ و زاہدان را عطاست خودش آمان کہ از نام غوث بلند
 مگر بود غوث تان بالوام بسے جلد تان حافظ از ہر عنود
 ز درگاہ رب و ز احمد رضاست مزاوار حمد و رضا نشنہ اند

جناب محترم ذی الجود والکریم حامی السنن السنیہ ، ماحی القتن الدنیہ ، جامع
 الفضائل الانسیہ الغوریل القدیہ ، جامع الرذائل الانسیہ مولانا بالفضل اولانا
 مولوی حافظ شاہ عبدالسلام عمید الاسلام سلمہ السلام و ادام فیضہ علی الانام ، امین
 السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ :-

شب دوشنبہ ۸ بجے سے تیس بجے بریلی بریابا ، راہ میں بڑی نعمت
 عزوجل یہ پائی کہ نماز مغرب کا اندیشہ تھا ، شاہجہانپور ۶ - ۳۳ پراہ تھی
 کہ ہنوز وقت مغرب نہ ہوتا اور صرف ۸ منٹ قیام مگر گاڑی بغضہ تعالیٰ ۵ منٹ
 لیٹ ہو کر شاہجہان پور پہنچی اور ۱۵ منٹ گھڑی کہ بہ اطمینان تمام نماز اچھے
 وقت ادا ہوئی ، ولہ الحمد !

اسٹیشن بریلی پر ہجوم احباب بکثرت تھا ، وہاں یہ خذ ہم نے کہ اخبار
 موشہ اور رکھی تھیں ، رخا لاکھ نو فیم موٹر کو راہ شہر کمنہ پرے گئے اور یا آنکہ
 میں حتی الامکان شرابقاہ سے نفور ہوں ، بازاروں میں لائے
 بیچ میں کہیں باغ کی ٹھنڈی سڑک پڑی جس کے دونوں پہلو عجب خوشنما
 و سایہ دار و ہوا باراشجار کی قطار دور تک تھی ، یہ سڑک میں نے عمر بھر
 میں اسی شب دیکھی ۔ موٹر لجاظہرا ہیاں بہت آہستہ خوامی
 کے ساتھ بدیر مکان پر پہنچا ، فقیر نے ابتداء مسجد کی نماز عشاء ہوئی ، پھر
 ۱۱ بجے تک غزلی خوانوں کا ہجوم رہا ، ۱۱ بجے کچھ کھانا کھایا ، ۱۲ بجے سے
 بخارا گیا ، ۲ بجے بہت سردی معلوم ہوئی ، پنگ اندر لیا گیا ، رضائی اور مٹی

اور سردی نہ جاتی تھی، دوسرے دن بفضلہ عزوجل بکرت دعائے جناب پسینہ خوب آیا اور بخارا تر گیا۔ تیسرے دن پیس اور درد کی شدت رہی کل روز چار شنبہ سب دنوں سے زیادہ کرب رہا، آج بفضلہ عزوجل بہت اعراض زائل ہیں اور دوسرے میں اتنی تخفیف کہ یہ نیاز نامہ لکھ رہا ہوں۔

وہاں کے احباب کی صورتیں نگاہوں میں پھرتی ہیں، الحق علمائے کرام صریح طیبین کے بعد یہ محبتیں، یہ خلوص، یہ اخلاق مجربے بے مقدار کے ساتھ وہاں کی مثل کہیں اور ہرگز ہرگز نہ پائے، یہ سب برکات جناب ہیں، بارک اللہ تعالیٰ فیکم و بکم و علیکم۔۔۔۔۔ میں تفصیل اس بار سے اندیشہ کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں، کوئی نام سہونہ ہو جائے، سہو کی معافی مانگ کر اثناء عرض کروں گا تینوں گھروں کے ہر خورد و کلاں کا اولے شکر نامکن، کرمی حافظ عبدالشکور صاحب، محمد غوث صاحب و زاہد میاں و فضل میاں و ظہور میاں وغیر ہم کا کیا کہنا!۔۔۔۔۔ بے کسی کے کہنے اپنی خواہش سے عبدالقیوم و عبدالودود و عبدالحی کا باوصف میرے بار بار منع کرنے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پنکھا جھلانا اور دادا بھائی، قاسم بھائی، عبدالکریم بھائی، حکیم عبدالرحیم صاحب، سید عبدالکبیر صاحب، ماسٹر محمد حمید صاحب، اکبر خاں صاحب، محمد خاں صاحب، مولد السجان صاحب، واحد بھائی و منشی صاحب و امثالہم کی خالص اللہ محبتیں اور نور خاں و لعل محمد و استاد حسین و نظیر خاں و عبدالکریم سلوان و امثالہم کی لوجہ اللہ خدمتیں عمر بھر یاد رہنے کی ہیں۔

بھلا اللہ تعالیٰ گھر کے بچوں کو بالغیر پایا، برکاتی کے چھپک بشدت نکلی تھی، بفضلہ تعالیٰ عافیت سے دیکھا گر ان کے دیکھنے نے زکیہ و نورانی کی یاد کم نہ کی اور اگر میں عادی سیر و تفریح ہونا تو زکیہ کی یاد ہر روز تجدید پاتی، مولیٰ عزوجل سب کو بالغیر و العافیۃ رکھے اور سب کے صدقہ میں اس فقیر اور اس کے

۱۰۱
 اعزہ کو بھی، آمین۔

ان صاحبوں اور سید رعایت علی صاحب و حافظ کریم بخش صاحب و
 شیخ محمد حسین و شیخ باقر و شیخ لال و شیخ بہادر و درستم خاں صاحبان و بابو عبداللہ حسین
 صاحب و حاجی عبداللہ صاحب و محمد ادیس و محمد اسماعیل و عبدالرحیم خاں و عبدالرحیم
 بن کریم بخش صاحب و شیخ کونوا خاں و امام بخش و عبداللہ خاں و محمد حسین بھائی
 قلیا و حاتم علی و عظیم الدین و رحیم بخش و نظیر خاں صاحبان وغیرہم مباہیان تازہ و
 جملہ تائبین و سائر اصحاب کو سلام سنئے الا سلام۔

نور بصری و ثمرۃ نوادی مولانا برہان میاں، عزیزہ سعیدہ ہمشیرہ کی
 شادی کب ہے؟ کیا تاریخ مقرر ہوئی، شہری میں سے یا دوسری جگہ؟

والسلام
 فقیر احمد رضا قادری محضی عنہ

یومِ پنجیس ۲۲ رجب ۱۳۳۶ ہجریہ قدسیہ
 علی صاحبہا وآلہا الف الف صلاۃ و تحیۃ، آمین
 حکیم صاحب کا دیوان کہیں کہیں سے دیکھا، اس میں اغلاطِ شرعیہ اور
 شعریہ بھی ہیں، اگر حکیم صاحب بعد اصلاح دوبارہ طبع کرائیں جو بوجہ اغلاطِ
 شرعیہ ضروری ہے تو ایک نسخہ اور بھیج دیں تاکہ اس پر فہرستِ اغلاط بنا کر
 بھیج دی جاسکے۔ والسلام

تحریر خلافت اور تحریک شک موالد

کافر، ہر فرد و فرستادہ دشمن مارا
 مرند، مشرک، یہود و گبر و ترسا
 ”مشرک را بندہ باش و بانصرانی
 ہر کار حرام“، این است در شیطاں فتویٰ

۱۹۲۲ء میں گاندھی کی تحریک ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد بہت زور کے ساتھ اٹھی، اسی کے ساتھ مسند خلافت کو لاویا گیا، سلطانِ ترکی کو خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین کہا جانے لگا، اس تحریک میں ہندوستان کے بعض پختہ مغز، نامور، ذی اثر، معزز مسلمان شامل ہو گئے اور تحریک زور پکڑ گئی۔ شوکت علی، محمد علی، ابوالکلام آزاد، مولانا عبد الباقی، فرنگی محل وغیرہم نہ صرف شامل بلکہ پیش پیش ہو کر عام مسلمانوں کو شمولیت کی دعوت دینے لگے۔ اعلیٰ حضرت اور جن علماء اور صاحبِ اثر مسلمانوں نے ان تحریکات کو خلافِ شرع اور فتنہ سمجھ کر ان تحریکات میں حصہ نہیں لیا اور ان کا ساتھ نہیں دیا، ان کے خلاف تقریروں اور اخباروں میں دھمکیاں دی گئیں، مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔ اعلیٰ حضرت کو اور ہم لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا، خلافت کمیٹی قائم ہوئی اور کانگریس کمیٹی سے اس کا اتحاد ہو گیا، تحریک زور پکڑ گئی یہاں تک کہ جن حق پسند مسلمانوں نے ان کا ساتھ نہیں دیا ان کے بائیکاٹ اور ان سے مکمل مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت اور حضرت عبیدالاسلام مولانا عبدالسلام جبل پوری اور دوسرے علماء کے خلاف نہایت گندے حملے کئے جانے لگے، آخر مولانا عبدالباری فرنگی محل کی جانب سے اعلیٰ حضرت اور علماء حق کے خلاف ایک مضمون شائع ہوا، اعلیٰ حضرت کی جانب سے الطاری الداری لہفوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ) لکھ کر مولانا عبدالباری کو راجسٹری کی گئی، اور چھاپ کر شائع کی گئی، مولانا پراس کا اچھا اثر ہوا، انہوں نے ان کا ساتھ تو نہیں چھوڑا لیکن ہتھیار بست ہو گئی۔

خلافتِ کبھی کی طرف سے ترکوں کے لیے خلافتِ راشدہ کے نہج پر خلافت کے حق میں مضامین اور بیانات شائع ہوئے تو مسئلہ خلافت کی شرعی تحقیق اور وضاحت کے لیے کتاب دوامِ العیش فی الاسلام قریش، اعلیٰ حضرت کی طرف سے شائع ہوئی۔ جس میں بتایا گیا کہ اسلامی نقطہ نظر سے سلطانِ ترکی، خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین تو نہیں ہو سکتا، تاہم سلطانِ اسلام کی حیثیت سے ان کی اور سلطنتِ اسلام کی حیثیت سے ترکی کی امداد و اعانت ہر مسلمان پر بقدر استطاعت فرض ہے۔

ہمدومسلم اتحاد کے بارے میں آیت کریمہ لایٰ نھکم اللہ عن الذین لا یقاتلوکم فی الدین الا لیر پر بہت زور دیا گیا اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے قوی الحجۃ المؤمنی آیتہ الممتحنہ (۱۳۳۹ھ) شائع ہوا جس میں قوی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ ہندوستان کے مشرکین، حربی کفار ہیں ان سے وادو اتحاد اس آیت کریمہ کے تحت نہیں آتا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں اس غیر شرعی ممنوعہ اتحاد کے سلسلے میں جا بجا جلسے اور شور و شغب بہت زور پڑھا۔

رجب شریف ۱۳۳۹ھ / مارچ ۱۹۲۱ء میں انجیر شریف کی حاضری کے بعد بریلی حاضر ہوا۔ آستانہ پر چند مقتدر علماء کرام کی مجلس شوریٰ ہو رہی تھی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر مجلس تھے، سب سے سلام و مصافحہ کے بعد میں بھی بیٹھ گیا۔ — معلوم ہوا کہ جمعیت علماء ہند کے اہتمام سے ابوالکلام آزاد کی زیرِ صدارت ایک کھلا اجلاس بریلی میں ہو رہا ہے جس میں وہ اپنے مخالفین پر اتمامِ حجت کریں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے مختلف اشتہار شائع کر کے کیلئے کانگریسی اور خلافتی لیڈروں کی طرف سے ہونے والی غیر اسلامی حرکات کو بند کرانے، رفعِ نزاع اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے علماء کی تازہ کوششوں کا جائزہ لیا گیا، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ ستر سوالات بعنوان اتمامِ حجت نامہ ۱۳۳۹ھ شائع ہو کر اراکینِ خلافتِ کبھی تک پہنچ چکا تھا۔ ابوالکلام آزاد نے ان تمام کوششوں کے برعکس

سہ ماہیہ رسالہ مکتبہ قادریہ، لاہور نے ۱۹۲۰ء میں راقم کے بسوط مقدمہ کے ساتھ

دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ مستود

اعلیٰ حضرت کو جلسہ میں شرکت اور رفع منازعت کی دعوت بھیج دی۔ آستانہ پر حاضر علماء جماعت
رضائے مصطفیٰ کی طرف سے اس سے پہلے جمعیت علمائے ہند کے اجلاس میں شرکت کرنے
اور رفع نزاع کے لیے ایک وفد کا اعلان بذریعہ اشتہار کر چکے تھے جو کھلے اجلاس میں ہو مگر نام
اور دوسرے خلافتی لیڈروں سے جا کر گفتگو کرے گا۔ — میں نے بھی وفد میں شامل ہونے
کا ارادہ کیا۔ مگر مولانا سید سلیمان اشرف نے یہ فرمایا کہ چونکہ اس عام اجلاس کے مہتمم کو وفد
کے علماء کے نام لکھ کر دیئے جا چکے ہیں، اب کسی اور کو وفد میں شامل کیا جانا قاعدہ کے
خلاف ہو گا آپ دیگر معاون علماء کی طرح وفد کے ہمراہ جا سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے موقف کے مطابق مولانا امجد علی صاحب کے مرتب کردہ سوالات
کا مجموعہ مسخلی بہ اتمام حجت نامہ طویل اشتہار کی شکل میں چھپ چکا تھا اور وفد کے جانے سے پہلے
اجلاس عام کے متکلمین کو بھیجا جا چکا تھا تاکہ وہ ان سوالات کا جواب تیار رکھیں۔ — میں
نے اتمام حجت نامہ بہت غور سے مطالعہ کیا۔ ایک دو خاص شدید اعتراضات جو اتمام
حجت نامہ میں نہ تھے مگر میرے ذہن میں پوسے ثبوت کے ساتھ تھے، میں نے انہیں
تازہ کر لیا۔

علماء کا وفد ۹ بجے شب کانگریسی جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ میرے علاوہ بے شمار
علماء اور عوام اہل سنت بھی وفد کے ہمراہ بڑے وقار و تحمل کے ساتھ جا رہے تھے۔
صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اور صدر السالقا ضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی
نے مجھے اپنے درمیان لے لیا۔ ہم جلسہ گاہ پہنچے، بہت بڑا اجتماع تھا۔

کانگریس والٹینٹس نے ہمیں اسٹیج پر پہنچا دیا۔ مجمع کے درمیان اسٹیج تھا۔ اسٹیج کے
درمیان صدر جلسہ ابوالکلام آزاد براجمان تھے۔ — مولانا قاری احمد کانپوری، مفتی
کفایت اللہ دیوبندی وغیر ہم اسٹیج کی زینت تھے۔ وفد کے ہمراہ بے شمار مسلمان نعت خوانی
کرتے ہوئے اور نعرہ ٹائے تکبیر و رسالت بلند کرتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے
مجمع میں پہنچ گئے۔ — اس وقت مولوی احمد سعید دہلوی تقریر کر رہے تھے اور کانگریس
کا ساتھ نہ دینے والے علماء پر اشارۃً کنایۃً جملے کس رہے تھے، تقریر ختم ہوئی۔ —

علماء و فدا آزاد کے قریب تھے۔ میں آزاد کی پشت پر تین چار آدمیوں کے پیچھے تھا ہوا کلام آزاد نے بلند آواز سے کہا :

”آپ لوگوں کا صدر کون ہے؟“

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے کچھ فرمایا، میں ان کا جواب نہ سمجھ سکا۔

ابوالکلام آزاد نے سید سلیمان اشرف کو تقریر کرنے کی دعوت دی۔ سید سلیمان اشرف تقریر کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تقریر کے دوران انہوں نے اپنا موقف نہایت وضاحت سے بیان کیا، اپنے موقف کی حمایت میں قوی دلائل پیش کیے، تمام محبت تامہ کے سوالات کا جواب طلب کیا، آزاد کے کچھ اخباری بیانات، کچھ تقریریں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کیے۔ اپنی کتاب الزناد اور ایک اور کتاب کا سوال دیتے ہوئے آزاد سے جواب طلب کیا اور اپنی پوزیشن صاف کرنے کا مطالبہ کیا۔ آزاد کے پاس ان تمام باتوں کا جواب نہ تھا۔ اہل جواب سے سبکدوشی کرتے ہوئے اس نے اپنی جوابی تقریر میں کہا :

”کچھ مولویوں کا دفا یا ہے جس کا نہ کوئی اصول ہے اور نہ مقصد، مجھ پر جو

الزامات لگائے جا رہے ہیں سب غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔“

آزاد نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے کہلا اب یہ حضرات جاسکتے ہیں۔ اسی دوران میں بہت ہیچ و تاب کھارنا تھا کہ غیر اسلامی حرکات جن کا ارتکاب یہ لیڈران کرتے ہیں اور اس کی مصدقہ اطلاعات اخبارات کے ذریعے ملک بھر میں پھیل چکی ہے، کس طرح انکار کر رہے ہیں۔ میں کھڑا ہوا گیا۔ کفایت اللہ اور صاحب نے میرا دامن کینچا مگر میں بڑھ کر آزاد کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے مجھ سے کہا کہ: آپ بھی کچھ کہیں گے؟ میں نے کہا کہ آزاد صاحب سے کچھ پوچھنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ آزاد نے کہا: ”کیئے!“ ایٹج کا ہر فرد اور پورا مجمع مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے آزاد سے ذرا بلند آواز سے کہا :

”انجناب نے ابھی ابھی اپنی جوابی تقریر میں زور دے کر فرمایا کہ مجھ پر تمام

الزامات غلط اور بے بنیاد ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں، میری گزارش یہ ہے کہ

اخبار زیندار، لاہور کے فلاں نمبر، فلاں تاریخ میں نہایت نمایاں جلی سرخیوں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ناگپور میں خلافت کانفرنس کے پتھال میں، امام الہدٰی الکلام آزاد صاحب نے جمعہ پڑھایا اور خطبہ جمعہ میں ہاتھ گا ندھی کی صداقت و حقانیت کی شہادت دی۔ — ایک مشرک کی صداقت و حقانیت کی شہادت خطبہ جمعہ میں! — یہ کیا اسلام ہے؟

یہ سنتے ہی آزاد کا چہرہ فق ہو گیا — ایک دو منٹ تک مجھے دیکھتا رہا، پھر بولا،
لعنة الله على قائله

میں نے کہا،

• آزاد صاحب! یہ کلمات لعنت اسی اخبار میں بالاعلان شائع کرادیجئے تو امید کہ توبہ کے قائم مقام ہو جائیں۔“

پھر میں نے کہا ایک بات اور عرض کرنا ہے:

• اخبار تاج راجل پور، فلاں تاریخ، فلاں نمبر میں ہے کہ الہ آباد کے ایک جلسہ عام میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے کرسی صدارت سے اعلان فرمایا کہ مقامات مقدسہ کا فیصلہ اگرچہ ہمارے حسبِ دلخواہ بھی ہو جائے تب بھی ہم اس وقت تک چین نہیں لیں گے، جب تک گنگا اور جمنہ کی مقدس سرزمین کو آزاد نہ کرالیں گے۔ — بحیثیت مسلمان ہونے کے گنگا جمنہ بھی آپ کے نزدیک مقدس ہیں؟ استغفر اللہ!

اس پر آزاد نے کہا،

• میں نے یہ پرچے نہیں دیکھے، لعنة الله على قائله

اس پر بھی پھر میں نے یہی کہا

• لعنت کے یہی الفاظ توبہ کے قائم مقام اخبارات میں بالاعلان شائع ہونے چاہئیں۔“

اس کے ساتھ ہی میں نے تمام حجت تامرہ کی جانب متوجہ مبذول کراتے ہوئے ابوالکلام آزاد سے کہا:

یہ ستر سوالات کا ایک مجموعہ ہے جس کے ہر سوال کا مفصل اطمینان بخش جواب

آپ کی طرف سے دیا جانا چاہیے۔“

اس کے بعد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب نے ابوالکلام آزاد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
 مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور خلافتِ اسلامیہ کی خدمت ہر مسلمان پر بقدر وسعت
 فرض ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں۔ آپ کی خلافِ شرع حرکات میں سے کچھ کا بیان
 تو مولانا سید سلیمان اشرف کی تقریر میں آچکا ہے۔ باقی کا ذکر جماعتِ رضائے مصطفیٰ
 کی طرف سے شائع شدہ اشعار بعنوان تمام حجت تامہ میں ہے، وہ اشتہار آپ
 کو پہنچ چکا ہے۔ علاوہ ازیں بعض غیر اسلامی حرکات پر حضرت مولانا برہان الحق صاحب
 نے آپ کا مواخذہ کیا ہے۔ آپ جب تک ان تمام حرکات سے، تو بہ نہ شائع کریں
 گے ہم آپ سے علیحدہ ہیں۔

آزاد نے وعدہ کیا کہ اجلاس کی روداد میں ان تمام غیر اسلامی حرکات سے توبہ کا مسلمان
 شائع کر دیا جائے گا۔ ہمارا وفد اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس روانہ ہوا۔ میں بھی پیچھے
 پیچھے چلا۔ — والنیٹروں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے کر پنڈال کے باہر تک پہنچا دیا۔ ہم سب
 واپس چلے۔ راستہ میں وفد کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
 صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”برہان میاں! آپ کے ابتدائی دو سوالوں نے تو ابوالکلام کو بالکل مبہوت کر دیا۔“

ہم سب مکان پر پہنچے، معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت انتظار فرما رہے ہیں۔
 یہاں اعلیٰ حضرت کو پہلے ہی سے کانگرس پنڈال میں ابوالکلام کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی
 پوری رپورٹ مل گئی تھی۔ — پردہ کرا کے اندر ہی وفد کو اعلیٰ حضرت نے بلوایا،
 صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب نے یہ ضرور عرض کیا :-

”حضور! برہان میاں نے بہت جرأت و بہت سے کام لیا، یہ صرف

حضور ہی کا فیض ہے۔“

اعلیٰ حضرت نے دعائیں دیں، ہم سب باہر آگئے، مولانا نعیم الدین صاحب اور
 مولانا سلیمان اشرف صاحب جو باہر سے تشریف لائے تھے، اسٹیشن روانہ ہو گئے،
 ہم لوگوں نے آرام کیا۔ — صبح نماز فجر کے بعد ایک صاحب اسٹیشن سے آئے

جو اسٹیشن پر بکٹ وغیرہ بیچتے تھے، انہوں نے بتایا، ڈیرہ دون میل میں ابوالکلام کو ایک مجمع گھیرے ہوئے تھا، میں بھی کھڑا ہو گیا، ان کی زبان سے یہ الفاظ سُننے:

”بعض باتیں حقیقت ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اب

ہمیں آزادی کا جو مسئلہ حل کرنا ہے اس کے آگے اب تمام باتیں فی الحال

زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہیں مگر احتیاط بہر حال ضروری ہے۔“

میں دوپہتے بریلی رہا، پھر واپس چلا آیا۔

۱۷ مئی ۱۹۳۹ء کو پیش آیا، تمام تفصیلات مدد وادار مناظرہ کے نام سے جہتِ رضا کے مصنف (بریلی) نے نادی پریس بریلی سے چھپوا کر اس زمانے میں شائع کر دی تھیں حال ہی میں محمد جلال الدین قادری نے ”ابوالکلام آزاد کی تاریخی فنکٹ“ کے عنوان سے مفصل و مبسوط مقدمے کے ساتھ تفصیلات مرتب کی ہیں جو لاہور سے مکتبہ رضویہ نے ۱۹۸۰ء میں شائع کر دی ہیں۔

وصال امام احمد رضا

حی عن بنیہ فکیف یموت
انما المیت هالك الا وهام

جس زمانے میں میری بچی زکریا پلعت اور میرے بچے محمد عمران الحق کا انتقال ہوا، اعلیٰ حضرت علامت اور گرمی کی وجہ سے بھوالی میں تشریف رکھتے تھے، صفر ۱۳۳۶ھ / ۱۹۲۱ء میں بچوں کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے خادمہ اور والدہ زکریا مرحومہ کے نام تعزیت نامہ ارسال فرمایا جس میں غمخواری اور دلداری کا حق ادا کر دیا، درحقیقت تعزیت نامہ بستر علامت سے تحریر فرمایا تھا بلکہ اپنے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا تھا کیونکہ علامت و نقاہت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت خود نہ لکھ سکتے تھے لیکن اعلیٰ حضرت کی کیفیت ہمارے علم میں نہ تھی، اعلیٰ حضرت نے اس لئے تحریر نہ فرمائی کہ ہم لوگ پریشان ہوں گے لیکن بچوں کے انتقال کے بعد تعزیت نامہ کے فوائد ہی بعد اعلیٰ حضرت نے اپنی ساری کیفیت تحریر فرمادی۔ اس میں ایک حکمت بھی تھی کہ ہم تعلق و محبت کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی فکر میں اپنا غم بھول جائیں گے یا اپنی علامت کی خبر دے کر بھی ایک طرح تعزیت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت نے دوسرا والا نامہ ۸، اور ۹ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ / ۱۹۲۱ء کو مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے لکھوایا، یہ اعلیٰ حضرت کا آخری خط ہے اور قابل مطالعہ ہے، اس لئے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

حضرت بابرکت مولانا حمید الاسلام داماد السلام بالخیر والسلام و حضرت الاسلام آمین !
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

ایک وقت میں تین واقعے ایسے نہیں کہ انسان کے پاسے ثبات
میں کچھ نزل نہ آنے پائے مگر جناب بفضلہ تعالیٰ علمائے عالمین و جبالِ وقار
تمکین سے ہیں، خطِ تعزیت کا فقیر نے نور عینی مولوی برہان میاں سلمہ کو
لکھا، اگرچہ جناب کو حاجت نہیں مگر ایک نظر ملاحظہ فرمایا لیجئے، ان دونوں
صاحبوں کو سنا کر تفہیم کامل، تلقین و صبر فرمادیجئے۔ ضرور ضرور ضروری تھا کہ
فقیر اس وقت تعزیت حاضر ہونا مگر اپنی حالت کی تفصیل کہ اس وقت تک
بخیاں فکر و ملال جناب گزارش نہ کی تھی، عرض کرنی یوں بھی مناسب ہوئی
کہ بفضلہ تعالیٰ جو عظیم تعلق جناب اور نور عین برہان میاں اور اس سلسلے
مبارک گھر کو میرے ساتھ ہے، اس کی نظیر کم ہے، اس طرف فکر کی
مشغولی ادھر کے غم سے شاغل ہوگی اور اس محتاج دعا کے لئے خالص
قلب سے دعا فرمائیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ میری نجات و شفا کی
کافل ہوگی۔

جمالی میں ۱۹ ذی الحجہ سے چار روز بچے شدید سنجار آیا، پانچویں دن
درد پہلو میں پیدا ہوا پھر وہ دردِ جگر سے متبدل ہوا، محرم کا دن اور
آٹھویں شب جیسی گزری الحمد للہ رب العالمین، الحمد
للہ علی کل حال و اعوذ باللہ من حال اہل النار۔
وہاں نہ کوئی طبیب، نہ کچھ دوا، اوپر کی سانس کے ساتھ یہ معلوم ہونا تھا کہ
جگر کی ایک طرف بان کے برابر موٹی ریح کسی شکل بند ہوئی اور دوسری
طرف سے دوسری اور دونوں میں کنکیا کی طرح سے پچ ہوئے پھر

وہیں بیٹھ گئیں اس کے ساتھ بار بار یہ ریح قلب کی طرف متوجہ ہونے معلوم ہوتے تھے، اس وقت اندیشہ زیادہ ہوا، حدیث میں دعا ارشاد فرمائی ہے میں نے قلب پر ہاتھ رکھ کر پڑھی — ان پر بیمار درو دیں ہوں، فوراً بڑی بڑی ڈکاری آئی شروع ہوئیں اور یہاں تک آئیں کہ بفضلہ تعالیٰ وہ ریح قلب پر سے صاف ہو گئے، یہ رات کے بلکہ بجے کا واقعہ ہے۔

اب جگر نے کہا مجھے کیوں محروم رکھا جائے؟ — میں نے اس پر ہاتھ رکھ کر وہی دعا پڑھی، بے کسی دوا کے ایک اجابت ہوئی اور درد میں باذنہ تعالیٰ سخت، تین بجے کے قریب پھر جگر پر اجتماع ریح اور اشتداد درد ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی، فوراً دوسری اجابت ہوئی اور درد میں بفضلہ تعالیٰ سخت ہوئی، چار بجے پھر ایسا ہی ہوا، میں نے پھر دعا پڑھی، فوراً اجابت ہوئی اور بجز تھکے دلے درد بالکل جاتا رہا — یہ ان کا فضل ہے، یہ ان کا کرم ہے، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابلنہ وحبہ الی ابد الابدین فی کل ان وحين بعد کل ذرۃ الف الف الف مرۃ امین، والحمد للہ رب العلمین۔

اور ایک عجیب واقعہ استماع فرمائیے جسے میں نے طبیوں کے سامنے ذکر کیا اور پوچھا کہ تمہاری طب میں اس کی کوئی وجہ ہے یا طبیعت میں کچھ بتا ہے؟ یہی جواب ملا، حاشا! بلکہ رحمت خاصہ خدا ہے، اس مرض کے ساتھ ہی بشریت کھانسی وزکام اور بلغم میں نزوحت ہوتی ہے کہ دس دس جھکوں کے بعد، دشواری جدا ہوتا، کھانسی اس قدر شدت کی اتنے جھکے ہوتے اور جگر و پیلو میں درد، ان کو ان جھکوں کی اصلاح نہ ہوتی

— ایک صاحب کے پاؤں میں زخم ہے، کھانسی آتی ہے وہاں درد ہوتا ہے اور یہاں برابر کے اعضا میں درد اور ان کو ان جھجکوں کی اصلاح اطلاع نہیں فالحمد لله الکریم حمد اکثر اطیباً مبارکاً فیہ کما یحب ویرضی۔

غرض یہ وہ مرض تھا کہ بائیس دن میں بازو کا گوشت صحیح پیمائش سے سوانیخ کھل گیا، رانوں کا ابتدائی حصہ تیارہ گیا جتنے بائیس دن پہلے بازو تھے۔ شدت قبض و ہیجانِ ریاح کا سلسلہ اب تک ہے۔

چودہ محرم کو پہاڑ سے واپس آیا، لاری والے میرے احباب تھے، مولیٰ انہیں جزائے خیر دے لاری میں میرے پنگ بچا کر لائے اور غضبِ تعالیٰ بہت آرام سے آنا ہوا، یہاں تک آیا ہوں، اتنی قوت باقی نہ تھی کہ عشرہ سے قطر تک کی نمازوں کو چلنا دی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں لے گئے، عصر بھی مسجد میں ادا کی، پھر بخدا گیا اور اب مسجد تک جانے کی طاقت دوری، پندرہ روز سے اسہال شروع ہوئے، اس نے بالکل گرا دیا، نماز کی چوکی پنگ کے برابر لگی ہے، اس پر سے اس پر بیٹھے بیٹھے جانا تین تین بار اہمت سے ہوتا ہے، الحمد للہ کہ اب تک فرض دو تہ اور صبح کی سنتیں بذریعہ عصا کھڑے ہی ہو کر پڑھتا ہوں مگر جو دشواری ہوتی ہے، دل جانتا ہے۔۔۔ اکٹھوں دن جمعہ کی حاضری تو ضرور ہے، مکان سے مسجد تک کرسی پر جانے میں وہ تعجب ہوتا ہے کہ بیٹھے کر سنتیں بھی بدقت تمام پڑھی جاتی ہیں اور اس مکان سے عشرت تک بدن چور رہتا ہے، نبض کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک منٹ میں چار چار بار حرکت جاتی ہے دو دو قرع کی قدر کی رہتی ہے پھر باذن تعالیٰ چلنے لگتی ہے لہذا بادلِ ناخواستہ حاضری سے معذور ہوں۔

میں نے عامر رضا خاں، مصطفیٰ رضا خاں سے کہا تھا کہ میں نہیں جاسکتا، تم دونوں میں سے کوئی خدمتِ حضرت مولانا میں حاضر ہو مگر وہ

اعلیٰ حضرت نے ۱۳۳ھ کو مندرجہ بالا خط ارسال فرمایا اور ۵ ہجرت ۱۳۳ھ / ۱۹۱۱ء کو اعلیٰ حضرت کا وصال ہو گیا، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کا رجب جبل پور پہنچا، اس وقت انتہائی سخت بخار میں بالکل غافل تھا، مجھے رات قدر سے ہوش آیا تو دیکھا کہ والد ماجد کے پاس شہر کے لوگ بہت آ جا رہے ہیں، میں ہجرت میں تھا، مجھے اعلیٰ حضرت کے وصال کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی، صرف چچا عبدالشکور صاحب نے اتنا دریافت فرمایا تھا "برہان کیسی طبیعت ہے؟" میں نے الحمد للہ کا پھر چھاپنے فرمایا، برہان! اعلیٰ حضرت کی کیا عمر ہوگی؟ ————— میں

ہجرت کے منہ سوزیل پلو نظر آتے ہیں :-

- ۱- اپنی شہادت کو مرد و فکر کے ساتھ بیان کرنا اور شکایت کا ایک لفظ زبان سے نہ نکالنا۔
 - ۲- حصول اللہ علیہ وسلم کی ارشد فرمودہ دعاؤں پر اس قدر وثوق و ایمان کہ دعا کو دانا بنا لینا۔
 - ۳- عین غلام و مصیبت میں حمد و شکر کرنا۔
 - ۴- شدید ضعف و نفاہت کے عالم میں نماز باجماعت اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ہتہام کرنا۔
 - ۵- دوستوں کا اس حد تک پس دلنا کہ ان کو اپنی عیادت کے لئے تکلیف دینا گوارا نہ کرنا۔
 - ۶- مرنے کے لئے اطمینان و سکون کے ساتھ تیاری، مذکورہ پریشانی اور نہ کوئی گھبراہٹ۔
- بیشک قرآن کریم میں انہی حضرات کے لئے ارشاد ہوا ہے :-

وَلَا يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ أَوْ رَجَعِيَ إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مُّرَضِيَةً ۗ
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۗ

(سورۃ النجم، ۲۷-۳۰)

(ترجمہ) اسے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹے گی، پس میرے بنوں میں داخل ہو اور میری

جنت میں چلو جا۔

(ب) راضی باللہ عنہم ورضوا عنہ (سورۃ البینہ، ۸)

(ترجمہ) "خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے راضی"

کہا، مجھے صحیح طور سے یاد نہیں مگر ستر کے اندر اندر ہے۔۔۔۔۔ پھر میں نے چچا سے پوچھا، آپ نے یہ کیوں دریافت فرمایا؟۔۔۔۔۔ اس پر چچا نے کہا، نہیں ایسے ہی ذکر نکلا تھا تو ہم نے پوچھ لیا۔“

صبح سینچر کو مسجد میں فاتحہ کا انتظام تھا، جب مجھے وصال کی اطلاع ملی شدتِ غم سے مجھ پر غفلت طاری ہو گئی، کچھ دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، میں فاتحہ میں شریک ہوا اور وہاں حضرت کا تعزیت نامہ اور علالت کا والا نامہ پڑھ کر میں نے سنایا، ہر شخص کے آنسو جاری تھے اور میں شدتِ گریہ کے سبب بہت ہی سنبھل سنبھل کر والا ناموں کے کلماتِ طیبات کو پڑھ سکا۔

اعلیٰ حضرت کی شفقت و عنایت خادم کے حال پر تھی ہی لیکن آج بھی اعلیٰ حضرت کے نورِ نظر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب، متع اللہ المسلمین بطولِ حیاتہ و فیوضہ و برکاتہ کی نظرِ کرم و عنایت فقیر پر اور فقیر کے خاندان پر ویسی ہی ہے جیسی اعلیٰ حضرت کی تھی، ہر سال عرسِ قدسِ عبدِ اسلامی میں جبل پورہ کرم فرمائی فرماتے اور اور سنتوں بلکہ کبھی کبھی مہینوں سے بھی زیادہ قیام فرماتے ہیں، آج چار سال سے ضعفِ شدید اور گونا گوں امراض کے سبب عرس میں تشریف نہ لاسکے مگر فقیر پر اکرامات و انعامات حسبِ سابق ہیں، بارک اللہ ن۔

فقیر نے تعمیرِ پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا اور سطر جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لئے صوبہ پنجاب، صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کا پورا دورہ کیا اور اس سلسلے میں جو فقیر کی تقریریں ہیں وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو بعونہ تعالیٰ قلم بند ہے مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا، نہ اس کی اشاعت ضروری سمجھی، سطر جناح کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر و فساد و پریشانی سے محفوظ رکھے، آمین، واللہ الموفق۔

”اگر امانتِ مجددِ زماں پر بندہ برہاں“ کے محققہ واقعات ختم ہوئے تو سوسے
 اللہ تعالیٰ قلوبنا و عیوننا و اذہاننا و اجرامنا بفیوضِ مجددِ الدین
 والملت و امامِ اہل السنۃ و شیخِ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت
 مولانا محمد احمد سرہنا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفضلہ العظیم
 و لطفِ نبیہ الکریم علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

محمد الفقیر عبد الباقی
 کتب برہان الحق القادی فی الضروی
 السلامی الجبلی فی الضروی غفر لہ





میکاتیب امام حسن رضا

اے تو کہ از نامِ تومی بارد عشق
 از نام و پیغامِ تومی بارد عشق
 عاشقِ رشود آنگه کہ بگویت گزید
 اے از در و بامِ تومی بارد عشق

فہرست

مکتوب نمبر ۱	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۱	مکرہ ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء
۲	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۳	مکرہ ۳۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء
۴	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۵	مکرہ ۲۳ رجب ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء
۶	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۷	مکرہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۶ء
۸	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۹	مکرہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
۱۰	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۱۱	مکرہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء
۱۲	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۱۳	مکرہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
۱۴	بنام مولانا شاہ محمد عبدالسلام جلیپوری،
۱۵	مکرہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء

مکتوب نمبر ۹

بنام قاری بشیر الدین جیلپوڑی ،

محررہ ۳ صفر ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۵ء

بنام مولانا مفتی محمد رفیع الحق جیلپوڑی ،

محررہ ۱۰ ارذی الحجہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء

بنام مولانا مفتی محمد رفیع الحق جیلپوڑی ،

محررہ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۹ء

بنام مولانا مفتی محمد رفیع الحق جیلپوڑی ،

محررہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۹ء

۱۰ "

۱۱ "

۱۲ "

بگرامی ملاحظہ مولانا الحرم السجیل المغنم ذی العہد الحکم والفضل الاتم احسن الشیم حامی السنن
 حامی لفظن مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی دستبرکاتیم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

”فیصلہ حق نما“ حاضر کر چکا ہوں، مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری
 کے دوسرے فتویٰ پر ساڑھے تین سوا اور کمال کا ۶۴ صفحہ پر ایک خط،
 جس میں ان اعتراضات کا فیصلہ ان کے انصاف پر رکھا ہے، پرسوں جمعہ کو
 مولوی حامد رضا خاں نے رجسٹری رسید طلب بھیجی ہے اور کل شنبہ کو
 فقیر نے نہایت دوستانہ طرز پر مناظرہ کی دعوت کا خط رجسٹری جوابی ارسال کیا،
 ۹ رجب روپوشنبہ سے ۱۴ رجب روزہ شنبہ تک مارہرہ مطہرہ میں حضرت
 سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہ الغریزہ کا عرس شریف
 ہے، صاحب سجادہ حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسین میاں صاحب قبلہ
 دامت برکاتہم کی بے حد خوشی ہے کہ جناب قدوم مسینت لزوم سے اسعام فرمایا
 زبالی بھی فرمایا تھا اور پھر تھریا کسی تقاضے آئے لہذا استدعی کر تا حد مکان
 ضرور ضروریہ استذعان منظور فرمائی جائے۔

بخدمت والدہ ماجدہ تسلیم و بران میاں و زہد میاں سلام و دعا،
 برکات علم و عمل۔

فقیر احمد رضا خاں قادری مخفرہ
 ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ

کے لئے ہے، والسلام مع الاکرام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۳۳ جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ

یہ نین نقشِ جلیل ہیں ان کے مختلف شرائط تھے اور بقدرتِ الہی اس
 جمعہ کو سب جمع ہو گئے اور ان سے اور زیادہ تھے، تم سعد الہجیہ میں زہرہ و قمر
 کا قرآن زہرہ شرف میں، مشتری بیت میں، زہرہ و مشتری کا قرآن، آفتاب خاص
 درجہ شرف میں، دن خاص جمعہ مبارک کا ————— ان کے فوائد، برکات، عظیم،
 مخلوق و خالق، سب کے نزدیک عظیم و جاہت، بعونِ تعالیٰ علمِ ہر حق سے نجات،
 ہمیشہ وسعتِ رزق، محبتِ الہی، حیاتِ طیبہ، قلوبِ خلائق میں محبت —
 ان میں سے دو نقشوں میں مکتوب لہ کے نام کے اعداد بھی داخل کئے جاتے
 ہیں، وقت بہت قلیل تھا، صرف پندرہ نام اس کے لئے تجویز کئے،
 ان میں ایک نام آپ کا تھا، نقوش حاضر ہیں، مولیٰ تعالیٰ مبارک فرمائے،
 ہر پنجشنبہ یا جمعہ کو انہیں یوبان کی دھونی دیا کریں اور اس وقت دامِ ناجِ دُئی
 حاضر، حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دے کہ مسلمان محتاج
 کو دے دیا کریں ————— ان عظیم نقشوں کی قدر کی جائے کہ
 ایسی ساعات کا پھر اجتماع بہت بعید ہے اور ہندوستان بھر میں پندرہ
 نام اس کے لئے مخصوص کئے گئے جن میں ایک آپ ہیں۔

والسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 مُحَمَّدٌ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ

بجڑای خطہ صاحب الفوائد القدسیہ والفضائل الانبیہ حامی السنن السنیہ علی لغتین
 الدنیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبد السلام دامت فضائلہم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

صحت مزاج والا سے مطلع فرمائیں، فقیر بے توقیر سوادعا کے
 کیا کر سکتا ہے؟ ————— مولانا عزوجل آپ کے وجود مسعود کو
 اسلام اور سنیت کے حق میں ٹھوڑا باجود رکھے، آمین۔ فقیر اپنے لئے
 بھی طالب دعا ہے۔

دوا شہار حاضر ہیں، اپنی خیریت اور ان کی رسید سے اور
 پرچہ درود کی اشاعت سے مطلع فرمائیں۔

عزیزی مولوی برہان الحق صاحب بعد سلام مضمون واحد، سب احباب
 اہل سنت کو سلام سنتہ الاسلام۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

۲۳ رجب ۱۳۲۳ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

بشرفِ ملاحظہ مولانا ابا جلیل المکرم ذی المجد والفضل والکرم حامی السنن السنیہ
 حامی السنن الدنیہ جامع الفضائل القدسیہ جامع الرذائل الانسیہ معندی و
 انس و بیویہ نفسی جناب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب اداہم اللہ تعالیٰ
 برکاتہم واصلی فی الدارین درجائتم آمین !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

مولانا عزوجل بینہ وکریمہ وجاہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب کو دائماً
 ابا غل ظلیل اسم کریم سلام میں آفاتِ دو جہاں و امراضِ مقام و شہر ادا کئے لیام
 سے امن و امان میں رکھے آمین ، ع۔

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

مولانا بھلا اللہ تعالیٰ آپ کی حیاتِ گرامی سے ان تمام اقطار میں حیاتِ
 دین و البتہ ہے فاحیا کر و حیا کر و لا یفنی فحیا کر ، آمین ۔

یہ فقیر حقیر باوصف کثرتِ معاصی ہر آن غیر محدود و ناقصا ہی تعویب اکرم عزوجل
 و سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے و الحمد للہ رب العالمین

_____ ڈھائی سال سے اگرچہ امراضِ در و کر و مشاندہ و سر و غیر با امراض
 کا لازم ہو گئے ہیں _____ قیام و قعود ، رکوع و سجود بذریعہ عصا ،

مگر الحمد للہ کہ دین حق پر استقامت عطا فرمائی ہے ، کثرتِ اعداد روز افزوں ہے ،
 اور حفظِ الہی تفضیل ناتناہی شامل حال ، و الحمد للہ رب العالمین ! _____

بایں ضعفِ بدن و قوتِ سخن و کثرتِ فتن بھلا اللہ تعالیٰ اپنے کاموں سے معطل
 نہیں _____ کھانے اور سونے کی فرصت نہیں ملتی _____

اللہ ورسول جل و علا و علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ہی ہری معین و مددگار عنقا ہے اور ان کے سوا کسی کی حاجت بھی کیا ہے؟ ————— اللہ اللہ!
 جناب کی محبت خالصاً لاجل اللہ صمیم قلب میں راسخ ہے، کبھی نسیا زہر نہ لکھوں بلکہ بوجہ کثرتِ کار و اذکار صحائفِ شریفہ یا عنایت نامہائے عزیزہ بجان مولوی برہان الحق سلمہ الرحمن کا جواب بھی نہ دوں مگر بھلا اللہ دل ہمیشہ یاد میں ہے اور زبان دعا میں۔

مولانا برہان الحق کا رسالہ دربارہ تقبیلِ قبر مدت سے آیا ہے،
 مآثر اللہ بہت اچھا لکھا ہے، یہ سکہ مختلف فیہ ہے اور فقیر کا مختار و مبارک
 مزاراتِ طیبہ پر بحفاظ ادب منع عوام ہے۔

غزل جس کی رعیت پھولوں کی ہے، اکبر میرٹھی نے یہاں آکر
 اپنے تخلص سے پڑھی اور شائع کی، مولانا برہان الحق صاحب کو اب اس
 دستبرداری چاہئے۔ ————— اس کے ایک مطلع میں یہاں اصلاح
 بھی دی گئی۔ ————— "جب باغ جہاں کے مالی" ————— "مالی"
 کی جگہ مالک" بنا گیا کہ مولیٰ جل و علا کو مالی" کسنا خلاف ادب ہے، مالی
 صرف ناظر و خادمِ باغ ہی ہوتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

مولانا برہان الحق صاحب کے سلام و دعا، سب اجبار کو سلام۔
 فقیر احمد رضا قادری غفرلہ
 ۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۲ھ

مولانا مولوی سید سخاوت حسین صاحب ہسوانی مرحوم و مغفور یہاں کے
 ایک مستقل مستقیم سنی عالم تھے، زمانہ حضرت والد ماجد قدس سرہ میں میرے یہاں
 کے مدرسِ اول بھی رہے تھے، وہاں سے سخت نفوذ تھے۔
 فرمایا کرتے تھے، وہاں اگر سامنے سے گزر جاتا ہے، دل پرتا رہی آجاتی ہے۔
 یہ غلامِ قطب بن صاحب ان کے صاحبزادے ہیں، جب کبھی

یہاں تشریح لائے، فقیر کے ساتھ بہت خلوص سے پیش آئے۔
 سر پر بال بہت لمبے مثل نسا، تھے، فقیر نے عرض کی کہ ”یہ حرام ہے“ اسی
 جلسہ میں کتروائے۔۔۔۔۔ ان کا ”برہمچاری“ لقب البتہ ہندوانہ
 اور سخت معیوب ہے، فقیر کو خبر بھی نہیں کہ ان کا جلسہ کب اور کہاں ہوا کرتا
 ہے، میں کبھی حاضر نہ ہوا۔۔۔۔۔ بعض تحریرات میں اب ان کے
 کلمات حدیث شرع سے بہت متجاوز دیکھے، اگر وہ ملے تو ان سے انشاء اللہ
 تعالیٰ کہا جائیگا کہ یہ کلمات کفریہ کبھی ان کی نسبت سننے میں نہ آئے، نقل میں بھی
 بہت تفاوت ہو جاتا ہے، راوی کی تصحیح فرمائیے، اگر ثقہ معتد ہے تو حکم
 شرعی میں کسی کی تخصیص نہیں جو اسلام و کفر کو یکساں، مسلم و کافر کو برابر کہے،
 ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اور اگر بیان راوی میں کمی بیشی
 پائیے تو حکم بے ثبوت روشن ناممکن ہے۔۔۔۔۔ پھر بھی آزمائش
 حضرات سے احتراز لازم۔

دوسرے بزرگ مدتوں وہاں رہے، ان کے ختمی بھائی نے
 ان کے بد مذہب محض ہونے کی شہادت دی، اب ٹھوڑے عرصہ سے
 وہ اپنے کو فقیر کا ہم مذہب ظاہر کرتے ہیں، جلسہ مدرسہ سے قبل لکھا ایک خط
 مشتمل عقائد اہل سنت آیا تھا کہ یہ میرے عقیدے ہیں اور اس جلسہ میں
 آنے کی اجازت چاہی تھی۔۔۔۔۔ یہاں نے لکھا گیا کہ اگر آپ کے
 یہی عقائد ہیں، تشریح لائیے، گرائے نہیں۔۔۔۔۔ وہ سخت
 مشکوک و مشتبہ حالت میں ہیں۔

دو کتابیں حاضر کرتا ہوں، مخالفین عاجز آکر وہاں بیہ کی روش چلا چاہتے
 ہیں، نصاریٰ کے یہاں نالاش، و حسبنا اللہ و نعم الوکیل، دعا فرمائیں کہ مولیٰ سبحانہ
 ان کو اس ارادہ طعونہ اور دیگر اراکات فاسدہ ایذا رسانی، آبروریزی سے
 جن پر ان کے یہاں جلسہ ہو کر جماع ہو گیا ہے باز رکھے آمین۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

عجب ہے کہ کئی میں کوئی مسلمان ایسا نہ تھا کہ فوراً فوراً وہیں نہمانت کر لیتا
 انا للہ وانا الیہ راجعون ————— حاجی صاحب جبل پور ہوں گے، یہ
 نیاز نامہ حضرت کے اور ان دونوں کے نام ہے ————— حاجی
 صاحب لا حول شرعی کی کثرت سے تعداد رکھیں اور ہر بار کچھری کو جاتے
 وقت حضرت عزوجلہ کی طرف متوجہ ہو کر حسبنا اللہ و نعم
 الوکیل کہیں اور تا ختم وقت بے گنتی اس کی کثرت رکھیں نیز وقتاً فوقتاً
 یہ دعائے جبل کہ ارشاد حدیث ہے، پڑھیں :-

لا الہ الا اللہ العظیم العظیم، لا الہ الا اللہ رب
 العظیم، لا الہ الا اللہ رب السموات السبع و رب
 الارضین و رب العرش الکریم اصراف عنی شر
 فلان فلان ————— فلاں فلاں کی جگہ حاجی صاحب کی نام لیں۔

صلوة الصلوات جامع البرکات —————

وقت غیر کراہت میں دو رکعت نفل، ہر رکعت میں قبل قرات یعنی
 پہلی میں بعد شہدہ، قبل تعوذ اور دوسری میں قبل تسمیہ، یہ درود شریف ۵ بار
 اور بعد قرات، پھر رکوع، تومرہ، سجدہ، قعدہ، سجدہ ثانیہ —————
 ہر ایک میں دس بار پڑھیں :-

اللہم صل علی سیدنا محمد عبدک وحبیبک
 ورسولک المنجی الای وعلیٰ آلہ۔

اس کے لئے اولی وقت اشراق ہے، جس ہمہ کے لئے تین جمعہ
 پڑھی جائے، ہذہ نغالی ادا ہو ————— یہ مقدمہ سجدہ و مفقہ
 حاجی صاحب دونوں کے لئے پڑھی جائے۔

حاجی صاحب کے لئے کا مجرب عمل بھیجتا ہوں
 ممکن ہو تو وہ خود پڑھیں، ورنہ ان کا دوست ————— آج سے بھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بجگامی ملاحظہ مولانا الکریم البجلی المغززی العبد الائم والکریم الائم وحسن الشیم و العلم و
 العلم حامی السن السنیہ ماہی الفتن الدینیہ سعید الاسلام مولانا مولوی محمد عبدالسلام
 صاحب اداہم شرفاً لے معالیہ و بارک ایامہ و لیا لیاہ و اوصلہ من کل شرف
 عوالیہ و حفظ اولادہ و احبابہ و عوالیہ، آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

دعاے جناب و احباب سے غافل نہیں، اگرچہ مزد دعا کے
 قابل نہیں، اپنے عفو و عافیت کے لئے طالب دعا ہوں کہ سخت محتاج
 دعاے مصلحان ہوں۔۔۔۔۔ اہل نزدیک اور عمل ریک، و حسبنا
 اللہ و نعم الوکیل۔

چار دن کم پانچ مہینے ہوئے، آنکھ دکھنے آئی اور اس پر اطوار مختلف
 وارد ہوئے، ضعف قائم ہو گیا، سیاہ خیالات نظر آتے ہیں، آنکھیں بڑھتی
 تم رہتی ہیں۔۔۔۔۔ اول تو مہینوں کچھ کچھ پڑھ ہی نہ سکا، اب یہ ہے
 کہ چند منٹ نکال دینی کے سے آنکھ جاری پڑ جاتی ہے، کمزوری بڑھ جاتی
 ہے۔۔۔۔۔ پانچ مہینے سے مسائل و مسائل سب زبانی بنا کر لکھے

جاتے ہیں۔۔۔۔۔ بارہویں ربیع الاول کی شام سے ایک ایسا
 مرض لاحق ہوا کہ عمر بھر میں نہ ہوا تھا، ذالہ اللہ تعالیٰ کسی سستی کو اس میں مبتلا کرے
 پھر گھنٹے کامل اجابت نہ ہوئی، پیشاب بھی بند ہو گیا، مولیٰ
 تعالیٰ نے فضل فرمایا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے، نواں روز ہے، بخار کا
 دورہ ہوا، ضعف کو اور قوت بخشی، روز تجربہ کیا، مسجد تک جانے آنے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب سلم السلام بالغزو الاکرام
پسامی ملاحظہ مولانا مکرم ذی الجود والکریم حامی السنن السنیہ ماہی ما فتن الذریبہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

رب غزوجل یہ منسبت تازہ مبارک کرے اور اسے اپنے اور نور عینی
برہان میاں کے سلسلے میں مدارج عالیہ بر علم و عمل کو پہنچائے، آمین بجاہ
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہم اجمعین۔

تین تعدیہ حاضر کرتا ہوں، بچے کے گلے میں ڈاسے جائیں، ۴ دن
بمک روزانہ بچے کو ناج سے تول کرنا، فاج محتاج کو دیں پھر باذنہ تعالیٰ سال بھر
تک ہر سہ ماہ تولیں۔۔۔ دوسرے سال ہر دو ماہ پر۔۔۔
تیسرے سال تین سینے پیچھا اور چوتھے برس ۴ سینے اور پانچویں پہاڑے
چار سینے پر، چھ سال ہر شام ہی پر ساتویں برس ہر سہ سال۔

اشتار کے صرف ۵۰ پے یہاں تھے وہ بھجوا چکا ہوں، اس بار
میں ایک اور رسالہ چھپ رہا ہے، اشتار اللہ تعالیٰ جامع و مانع و کافی و کافی ہوگا۔
سب صاحبوں کو سلام، والسلام۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی الحجہ والکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا
مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب عیالہ اسلام دامت برکاتہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

مولیٰ تعالیٰ عزوجل اس نعمت تازہ کو مبارک فرمائے۔
میرا معمول یہ ہے کہ جتنے بیٹے بھتیجے پیدا ہوئے، حقیقت میں سب کا نام نام
اقدم رسالت پر رکھا اور کہنے کے لئے کچھ اور۔۔۔۔۔ اس نعمت
تازہ کا حقیقت بھی اسی مبارک نام پر ہوا اور عرف لسان الحق۔

پچاس تولہ بھون اور حاضر ہے، اب مقدار خوراک بتدریج دو تولہ
تک بڑھا دی جائے کہ پھر موسم گریا جائے گا۔۔۔۔۔ مولیٰ عزوجل
نفع تام بخشے، بعد فرائع بعون تعالیٰ نسخہ بھی حاضر کر دوں گا۔
سب احباب کو سلام۔ والسلام مع الاکرام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ !

بملاحظہ مولانا و کرمنا جناب مولوی قاری بشیر الدین صاحب دام کرمم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

غضرا لله ————— واجزل ثوابا بکرم و اخلفکم
خیرا منها ولا نزلتم فی العافیۃ الہنیۃ امین -
فقیر انشاء اللہ العزیز اداوہ محاضری رکھتا ہے، ممکن ہے کہ حاضر
ہو کر ادا کئے تعزیت کرے، والسلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

شب ۴ صفر ۱۳۲۶ھ شب دوشنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 مُحَمَّدٌ وَآلِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلُهُ الْكَرِیْمِ
 نورِ حدیقہ، افضل، نورِ حدیقہ، کمالِ عزیزِ سبحانِ سعادتِ نشان
 مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ تجلیاتِ النور المطلق
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، -

بعدِ عمل کے ترقیات ظاہر و باطن، دو تعویذ حاضر کرتا ہوں، جس پر
 "یا کافی" لکھا ہے، بازو کے راست پر باندھا جائے اور جس پر "یا کافی"
 لکھا ہے، ناف پر اور ایک رکابی کی ترکیب مرسل ————— ہر
 امراضِ صعب سے باذنِ تعالیٰ شفا ہے، سات یا گیارہ روز انشاء اللہ
 تعالیٰ کافی ہوں گے، ورنہ چلکہ کیا جائے۔

مولانا درالفضل اولانا اپنے والد ماجد سید محمد اللہ تعالیٰ کی خیریت
 سے اطلاع دیجئے، آپ کے اس لفظ سے کہ "ہمیشہ مریض رہتے ہیں"
 تفکر ہو گیا ہے، مولیٰ عزوجل بس نہ کر رہا ان کو جملہ بیات و آفات سے
 اپنے اور اپنے حبیبِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حفظ و امان میں رکھے
 اور آپ اور آپ کے بھائیوں کو ان کے سایہ کرامت کے نیچے مدارج
 عالیہ تک ترقی دے، خدا نہ کہ وہ کیا مرض ہے؟ ————— تفصیل
 لکھئے اور یہ رکابی علاج عام ہے، مولانا سید اللہ تعالیٰ بھی استعمال فرمائیں۔

آپ اب کیا پڑھتے ہیں؟ ————— اطلاع دیجئے
 دربارہ اذان جو وہاں ایک شخص مخالفت پیدا ہوا تھا، اس کا کیا انجام ہوا اور
 شہر میں کیا حالت ہے؟ ————— بعض رسائلِ جدیدہ حاضر کرتا ہوں
 ایک نسخہ بھیجتا ہوں کہ شاید سلامت اللہ لاهل السنۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولدی الامیر اختر وحی و بخت قلبی جلالہ اللہ تعالیٰ عنہ سبعتہ برہان الحق المبین، آمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :-

بخدمت جناب مولانا مع الکرام ایک نیاز نامہ ۹ دن ہوئے،
حاضر کیا ہے، امید کہ پہنچا ہو، اس کے بعد میں بہت علیل ہو گیا، بخار زیادہ
آیا، غفلت رہی، تین دن کے بعد بھد اللہ تعالیٰ افاقہ ہوا۔

معاملہ مبری میں بھد اللہ تعالیٰ میرا نام تو نہیں تھا مگر مصطفیٰ رضا کا
نام شہود میں لکھوایا ہے، وہ بفضلہ تعالیٰ کچھری سے گھبراتا ہے، کل
اس نے ایک طویل مضمون لکھ کر دیا کہ قانوناً ۲۰۰ میل کے فاصلہ سے
حاضر ہونا نہیں پڑتا اور میری صحت جبل پور میں بہت اچھی رہی، امر من کو
بفضلہ تعالیٰ کمی رہی اور حضرت مولانا کی برکت سے حکیم عبدالرحیم صاحب
سے بہت گہرا تعلق ہو گیا ہے، وہ بہت غور سے معاملہ فرمائیں گے۔

ایسے وجوہ لکھے تھے جس پر میں نے اسے اجازت دی،
پہلی بھیت سے میں تنہا تغزیتیں کرتا ہوا، مانگ پورا ایک آدھ روز ٹھہرتا ہوا
غالبا روز سہ شنبہ حاضر نہ ہو سکا، اطلاقا گزارش ہے۔

خطا دل میں ایک استفسار تھا، اس کے جواب کا طالب ہوں، والسلام
سب حضرات کو سلام سنوں۔

فقیر احمد رضا قادری مخفرد
غزہ شعبان الغیر یوم الجمعۃ المبارک ۱۳۳۷ھ

نور مبینی و درۃ زینی جعل کا سہ ہرمان الحق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

”جدول مطالع البروج“ و ”جدول تعمیر النہار“ مع تفصیل آئیں، ابھی ان کے دیکھنے کی ضرورت نہ ہوئی۔۔۔۔۔ ایک شخص نے ایک رسالہ چھاپا کہ پیروں اور مزاروں کو سجدہ جائز ہے اور اس میں کتب ائمہ پر کمال افتراؤں سے کام لیا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ لکھا کہ جو مخالفت کئے شقی، ملعون، شیطان، رائدہ درگاہ ہے۔۔۔۔۔ تین جگہ سے یہ رسالے یہاں آئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ لوگوں میں اضطراب ہے اس کا رد لکھا گیا ہے، نو جہز کے قریب تو ہو گیا ہے اور قدسے باقی ہے۔

زیربات اسی درد کے چار دورے سوال کی ان تاریخوں میں ہو چکے، حضرت مولانا دامت فیہم کی رائے اس سال میری حاضری کی نہ ہوئی اور یہاں بھی لوگ تو ناہی تھے، اب حاجی لعل خاں صاحب نے بھی ممانعت ہی لکھی ہے، تاچار اس سال جانا ملتوی رکھا، زاہد میاں سلمہ کی شادی ربنا تعالیٰ مبارک کرے، سب احباب کو سلام۔

۲۵ سوال ۲۷

نسیم الریاض آپ کے پاس کس مطبع، کس سنہ کی ہے، تحریر فرما کر بھیجیں، بخدمت حضرت مولانا نسیم مع الدکیم۔

زوارات امام احمد رضا

لله در مؤلف اهدى لنا
 دستا لقد شرح الصدور صدورا

شیخ عطیہ محمود، محکمہ

فہرس

- ۱۔ سند اجازت بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری، مکتوبہ ۲، ذی القعدہ ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء
- ۲۔ قطعہ تاریخ وفات سگیبہ خاتون والدہ مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۵، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)
- ۳۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۶، جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)
- ۴۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مفتی محمد ربیع الحق جبل پوری
(مکتوبہ ۱۰، ارذی الحج ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۲ء)
- ۵۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۲۲، رجب ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء)
- ۶۔ رسالہ تعدیل النہار مصنف امام احمد رضا (مکتوبہ ۳۳۶، ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء)
- ۷۔ جدول تعدیل النہار جبل پوری، مستخرج مفتی محمد ربیع الحق جبل پوری
(مکتوبہ امام احمد رضا ۳۳۷، ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء)
- ۸۔ مکتوبہ امام احمد رضا بنام مولانا محمد عبد السلام جبل پوری
(مکتوبہ ۹، صفر ۱۳۳۱ھ / ۱۹۲۱ء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي خصص من الامنة الرحمة بركات إسناده وسلاسل الاوثان الاحقاد
والصلاة والسلام على سيد الاسباد سيدنا وولانا محمد واله وصحبه الكرام الى يوم التناد امين
وبعد فقد سألني العالم العامل الفاضل الكامل تقي الشباب تقي الشباب المصطفى عليه افضل
الصلوات والبركات الصوري مولانا المولى محمد عبد السلام الجبلقوي زين الله وجهه وقلبه
بالضياء النوري اجازته الصالح السني وسائر كتب الاحاديث والفقه والتفسير والكلام وغيرها
من مواتي عن المجلد اللام واذن الوعظ والتدريس والافتاء والارشاد الى طريقة العرفاء الاسباد
تحسين ظن منه بمهذبة الفقيه في فقه وان لم اكن اهلا لما هنا لاذ فاجبه اليه لما ائت من
اهل بيته لديه واجزه بجمع ما اجازني به شيخني وسيدتي مولاي ومرشدي كزبي ذكري ليوبي وقد
السيد الشاه الارسول الاطهر الماهر وشيخي في الحديث السيد الشريف العلامة احمد بن زين
بن دحلان والسيد الجليل حسين بن مسلم جل الليل والمولى العلامة عبد الرحمن بن عبد
الرحيم المكيون والشيخ الامجد السيد الشاه ابو الحسين احمد النوري حيا حضرة شيخني وشيخي
ما انما اذون به من السلاسل العلية القادية القديمة والجدية والزاقية والمنورية والامنية
والجسدية والسمورية والقتبية القديما والجدية والسيد يعقوب والعلوية المنامية وكل ما
احتوى عليه الكتاب المستطاب النوراني في سانية الحديث وسلاسل الاوثان فكل ما فيه عن
حضرة شيخني رضي الله عنه فانما اذون به من لينة وما فيه عن غيرك فانما اجاز به عن حضرة شيخنا
وحامل خيرك واذن اجازته بالوعظ والافتاء والادب بترابطها المعالج عند اهله فليثبت ولجيش
الخطا والغلط والجرأة والشطط ولينفق الله به ولا يفتني من دعائه الصالح كان الله في الدنيا و
الآخرة ومخفنا جميعا في الدارين نعمه الفلخر امين وكان ذلك لثلاث خلون من ذى القعدة الحرام يوم
الخميس بيارة افضل الايام سنة ١٣١٣ من هجرته سيد الانا صلوات على الكرام افضل الصلاة والسلام والحمد لله



محمد الزبيدي
عنه صلوات على الكرام
صلى الله عليه وسلم

بسم الله الرحمن الرحيم
خود و صلوات الله على سائر المرسلين

آمین

و بزرگوار است این دعا

تاریخ بر مانی در اسفند ماه

سنه الفجر مبارک

خداوند منم و منم خداوند تو قاسم الخواص الماعز القوی المفضل المکرّم المکرّم المکرم
 المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم المکرم
 وان تراد عزرا من کل صیبة و خلفا من کل عاقبة و انما المومنین من طوع
 اشراب و انما یوفی الصلوات اجرهم لغير حساب و نشر الصدقات
 الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا اننا لله وانا الیه راجعون
 اولئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة و اولئک هم
 المهتدون انعم الله علیهم و جعلهم خلائق و فر الصبر و اذ فیها
 حلاوة یطعمون اطفالهم قالوا لکم البصر و انکم الیه و اذ لکم کثیر
 نفعکم عن کل تمییر و غفر لکم منته و وة الاغراب اقبه و یجود و یهبها و یفح
 فی علیهم کتیبها و اجزل فرار النعم انما آیین آیین بها جزاها
 رساله تراجم المصنف علیهم و دعا در روز دعوات السلام علی الاکرام

فقد نسیت
 فانتم انما الیه راجعون

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ كُنْتَ عَفَاؤُكُمْ وَسَلَامًا وَمَا عَلَى الْمُصْطَفَى
وَالْوَحْيِ فَاتَّبِعُواهُمْ وَعُزُّوا لِقَوْلِهِمْ

چشم پر عبد السلام این میس که از شر خالق بود شکر اس و منکر دارم در هر
جلیب و بار از و فوشرست - نه از خود شد از دست او تمام که از عیب سلامه سلم
تو لاری صاحب آن مسترم - بر نیجه از دین خاتم سلامت بود شکر عبد السلام
حق محمد علیه السلام - این محمد بر همان حق بود تا از او اطلاع
بزرگ تو نسل تو و امسا بود عظم از آنکه از آنجا تا تو حافظ حق و عذر
از آنست بر فتنه حق را الهی که همیشه بود کارتان را اعلام محمد بود غوث انام
بیتش از سر معنی بود و بی جلتان حافظ از هر عنود تو را زاهد از آنجا
مرد را صوب و از احدی نداشت خوش انا که از نام غوث بلند منزه احمد و در خاسته
جناب معزم نوی الهی و اکرم خانی نسین المسنیه ماحی النفس الذی جامع الفضائل الانبیه
و از غور منل نقد سیر جامع الرزائل الذی سیر مولانا و با فعلی از انار لوی و مانده شاه به سلام عید
لله سلام سلامه السلام و ادام فی سینه علی الانام آمین
السلام علیکم ورحمتنا الله وبرکاته - شب و شبیه هم مع الخیر استین
بر بی بر آیاره این ببری نعمت بفضله عزوجل بی پالی که از مغرب کا از این استیما -
شاید این بود ۶-۳۳- بر آمدنی که هنوز وقت مغرب بود او حرف است قیام
مگر کار بی نیتش تعالی ۱۰ منکلیت مگر شاه ایمان بپرخی ادر است شهرت که بر این
تمام از حق تعالی و الله الحمد ششین بر بی بر عزم از جناب کزنت تمام خیر هم
از پیشه و در این زمین رعنا لا تو قسم مگر که در کشته بر بیگی که در آن کسین که از آنجا

شتر البقاع اسواقفا کے غور غور بازاروں میں لاتے تھامیں
 کھینسی باغ کی ٹنڈی شکر بڑی جس کے دونوں پہلو جو خیر خواہ سارے
 و ہوا باران خجد کی قطار دوزنگ تھیں یہ شکر بڑی کے گھر میں اس کی شکر تھیں
 سو بڑی بلبل ہر اسیان بہت آہستہ فرامی کے ساتھ ہر مکان پر نیچا فرتے
 اب تہ ہمسجہ کی نگار شاہوکی پھر اچھڑکے غلے پخوانوں کا ہجوم آیا اور کھینکا ناگھلا
 ۱۲ بجے نماز آگیا بوجہ بہت سردی معلوم ہوئی۔ چنگ اندر لیا گیا۔ رخصتی
 اور مٹی اور سردی بجالی تھی دو گھنٹوں تک لفظ لڑو گل بے رکت دعا کے ساتھ سب سے خوب
 آیا اور نماز اور تری گیا۔ تیسرے دن بیاس اور دوسرے کی شدت کی کل روز چار تین
 صبت لوں سے زیادہ کوب رہا آج فضلہ جزو دل بہت اچھے میں زائل ہیں اور
 دندہ میں اتنی قلیف کہ یہ نیاز نہ رکھ رہے ہوں۔ وہاں حساب رکھو میں نکالوں
 میں بھول میں الحق علماء کر امر میں حسین کے بعد بہتیں بھولیں بے اقدار حق
 جو حسب بمقدار کھاتہ و لنگ کی شکر بڑی کھینسی بنائے۔ یہ بے برکات
 جاب میں آرد اللہ تعالیٰ فیہ و علیہ من تمہیں سے
 زہدیت کرتا ہوں کہ کثیر النسیان ہوں کوئی نام نہیں جانتے سمجھنا اب کے
 اسنا عطر کی لگا کر تینوں گھون کے پر خورد و گلان کا ادا کرنا ممکن۔ کر کے
 عبد الشکور میرا شہزادہ ہریان و فضل و نور ہریان وغیر ہم کہا گیا کہ بے اسکے
 کہے اپنی خواہش سے عبد القیم و عبد الودود و عبدی کا بوجھ سے بار بار تہ
 کر کے جوئے جوئے انہوں سے بلکہ جھلنا اور واد اچھالی قائم عالی شکر
 بھالی حکم بلکہ صاحب سید ابوبکر صاحب مارے ہو جید جہا اگر خاندان صاحب جوئے صاحب
 طلبہ جان کھرد و اچھالی و منشی عبد اللہ شاکر کی نانا صاحبین اور جو خان
 و لہو استاد حسین و نظر خان و علیا کو پلوان و اشاکم کی تھہرے اور تہ تہ
 عمر جو بڑی کی ہیں۔ محمد اشرف زالی جوئے کو بانی پر آیا۔ اگر کان کے حکم شدت

فصل فی فضیلتی عافیت کما - گدازان و کفین از کفر و نورانی گداز
 گم نه کی اور اگر میں اعلیٰ کسر و تعویض ہوتا تو زکر کیا ہے ہر روز تجدیدی

موسا عزوجل سکرو الخ و اللہ اعلم - اور سب کا و قیومین اس فقیر اور

اس کے اعتراف کر گیا - آمین - ان صاحبان اور سید رعایت علیہ السلام و حافظ

کریم بخش محمد و شاہ محمد بن و شیخ باقر و شیخ لال و شیخ بہادر و شیخ فاضل
 صاحبان و بابو علیہ السلام و صاحبان علیہ السلام و محمد اکبر و محمد اسماعیل و شیخ
 و سید حسین بن کریم بخش محمد و شیخ محمد علی صاحب گلو و احمد فاضل و امام بخش و سید

فاضل و محمد سید جان علیہ السلام و علی و علیہ السلام و شیخ بخش و شیخ فاضل صاحبان

و غیر ہم بیان نہ تان و حملہ آئین و کافر اہل کفر و اسلام سنتہ و اسلام

و برہمنی و شکر و اودی و شکر بنان میان عزیزہ سیدہ شکر و کاشانی کبر

بہا نازخ متور تو گئی - شہر کی میں کر باہری ملک - والسلام فقیر محمد

یوم الخمیس ۱۱ ہجری ۱۰۳۳ ہجری و سید علیہ السلام و اللہ اعلم و کتبتہ آمین

حکیم جریک دوان کہیں کہیں رہے دیکھا اور ہمیں اعلیٰ حضرت اور سعید شری

بھی ہیں اگر حکیم صاحب اللہ صلح دوبارہ کرا میں جو پورا اعلیٰ حضرت

حضرت کی ہرگز اور کسے سزا اور سعید میں ۱۱ اور اس پر بہرست اعلیٰ

بنا کر سعید کی جائے والسلام

جدول تعدیل اٹھارہ جیلوں

ردیف	جونا قوس			تور عقب			جمل میزان		
	0	1	2	0	1	2	0	1	2
1	9	2	1812	5	00	220	.	.	.
2	9	8	2764	0	8	240	.	10	1210
3	9	12	2850	0	16	272	.	20	2712
4	9	20	3152	0	24	052	.	30	3059
5	9	20	0850	0	32	152	.	40	0852
6	9	24	2762	0	40	242	.	50	232
7	9	24	2450	0	02	2252	1	1	12450
8	9	21	0356	4	3	2250	1	11	29444
9	9	24	2966	4	12	261	1	21	3442
10	9	01	3211	4	21	169	1	27	240
11	9	04	459	4	30	212	1	21	0260
12	10	.	0210	4	28	2051	1	04	252
13	10	2	2450	4	26	212	2	2	912
14	10	8	2762	4	00	2954	2	12	1051
15	10	12	2850	6	2	1252	2	22	1950
16	10	10	2762	6	12	328	2	22	2250
17	10	19	456	6	20	2252	2	52	2250
18	10	22	1222	6	28	240	2	02	2259
19	10	20	256	6	24	2052	2	2	2212
20	10	26	2258	6	22	362	2	12	1652
21	10	28	954	6	02	210	2	02	1220
22	10	22	459	6	09	0210	2	22	010
23	10	25	2762	8	6	2450	2	21	0056
24	10	24	052	8	12	248	2	01	2212
25	10	26	2450	8	22	152	2	1	2911
26	10	28	0250	8	24	250	2	11	1211
27	10	29	0650	8	24	250	2	20	0252
28	10	31	2762	8	22	052	2	30	2762
29	10	21	2150	8	29	269	2	20	259
30	10	21	2256	8	00	0252	2	29	2052
31	10	21	2966	9	2	1652	2	09	210
			سرطان چنگی			اسد دلو			

اس جدول میں نظر کیے جانے والے اٹھارہ جیلوں کی تعداد اور ان کے نام درج ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان جیلوں کی جمل میزان اور ان کے قوسوں کی تعداد بھی درج ہے۔ اس جدول کو دیکھ کر ان جیلوں کی جمل میزان اور ان کے قوسوں کی تعداد میں تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں۔

... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...

... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...

... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...
 ... در این بین ...

رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

چٹان بریلوی

اور

تک مولات

مع اضافات جدیدہ

از

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

ادارۃ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۳۲۸-۲۰۰۴

محدث بریلوی

امام احمد رضا محدث بریلوی



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

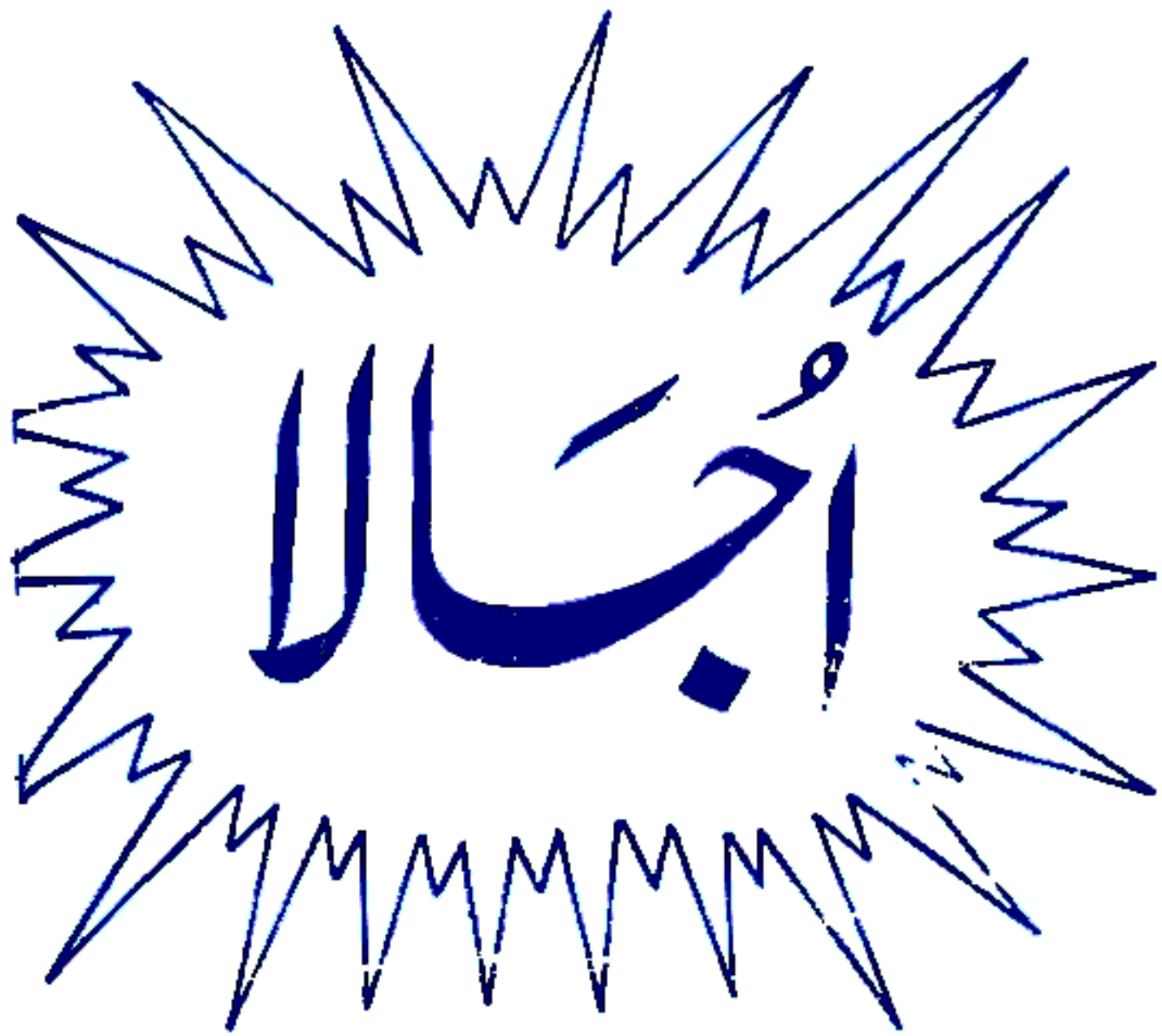
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

مناشر

ادارہ مسعودیہ، کراچی

۵۰۶/۲۔ ای۔ ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارہ مسعودیہ، کراچی

۳۰، دہلی، ناظم آباد، کراچی

۱۹۷۷ء



IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI
SINCE 1992
Islamic Republic of Pakistan

العقائد

الذکر

اقیم صحیحہ

ادب و اخلاق

ادب و اخلاق

ادب و اخلاق

مخالفت کی اور وہاں بیہ سنی نے ان کا ساتھ دیا، ان کے رد کے
پرچے حاضر کرتا ہے اور دوسرا نیا نام نہایت ضروری لحاظ
ہے، ملاحظہ ہو۔

مولوی برطانویاں و مولوی زاہد میاں و مولوی عبدالشکور
صاحب و محمد فوٹ صاحب و سائر احباب کے سلام سنتہ الاسلام
بخدمت گرامی جناب والدہ ماجدہ تسلیم مع التکریم۔

فیضان احمد رضا خاں مخمور

انڈیہ

دوم ربیع الآخر شریف ۱۳۳۲ھ بمطابق
علی صاحبہا والہ فضل الصلوٰۃ والتحیۃ امین

بیتنا

خسرتم حظکم دینا و دنیا
لعمرا للہ ذالخصر الجرید

ہم اللہ ہی کی ملک میں، جب ہمارا اور ہماری چیز کا وہی مالک ہے تو مالک
 اگر اپنی ملک کسی سے لے، اس کا غم کیا معنی؟ — اور ہم کو اسی
 کی طرف پھر کر جانا ہے، ایک جانا اور ہم کو ہمیں رہنا ہوتا تو غم تھا کہ اب
 ملنا کیسے ہوگا؟ — ہم کو بھی تو وہیں جانا ہے تو فکر اس کی
 چاہئے کہ ایمان پر اٹھیں کہ جانے والے سے ملیں، وہ ہماری شفاعت
 کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا، جس
 کے تین بچے نابالغ مر جائیں وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے
 ماں باپ کی شفاعت کریں گے، انہیں بخشو اگر اپنے ساتھ جنت میں
 لے جائیں گے۔ — صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ!
 جس کے دو بچے مریں؟ — فرمایا وہ بھی۔ — یہ اچھا
 ہے یا دنیا کی مصیبتوں میں اس کا پھنسا رہنا کہ معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوتا
 اور کیا حالت اختیار کرنا۔ — مسلمانوں کے چھوٹے بچے
 سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں دئے جاتے ہیں، وہ
 انہیں پرورش فرماتے ہیں، درخت طوبیٰ کے سایہ میں رکھتے ہیں۔ —
 ابراہیم خلیل اللہ کی گود اچھی یا تمہاری؟ — طوبیٰ کی چھاؤں اچھی
 یا تمہاری چھت کی؟ — صحیح حدیث میں ہے، جب فرشتے
 مسلمان کے بچے کی روح قبض کر کے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں،
 وہ فرماتا ہے، ”کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟“
 — عرض کرتے ہیں، ”ہاں“! — فرماتا ہے، ”گواہ رہو“
 کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ،
 اس کا نام بیت الحمد رکھو“ (تعریف کا مکان)۔

ہسنى ربنا ان يبدلنا خيرا منها انا الى ربنا رغبون
 اللهم اجرني في مصيبتى واخلف لي خيرا منها
 صحیح حدیث میں ہے اس کا کہنے والا اس گئی ہوئی چیز سے بہتر بدل پائیگا۔
 والسلام
 فقیر احمد رضا قادری مخدوم
 ۹ صفر ۱۴۲۷ھ